گوریلا جنگ

ارنسٹو چے گویرا

ترجمہ: مشتاق علی شان

گوریلا جنگ

ارنسٹو چے گویرا

ترجمہ: مشتاق علی شان

پبلشر فکشن ھاؤس

انٹرنیٹ پی ڈی ایف کاپی

کلیم صبغت اللہ سندھی

An Urdu Translation of

"Guerrilla Warfare"

By: Ernesto Che Guevara

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : گوریلا جنگ

مصنف : ارنسٹو چے گویرا

ترجمہ : مشتاق علی شان

اہتمام : ظہور احمد خاں

ناشر : فکشن ہاؤس لاہور

کمپوزنگ : فکشن کمپوزنگ اینڈ گرافکس، لاہور

پرنٹر : سید محمد شاہ پرنٹرز لاہور

سرورق : ریاض ظہور

اشاعت : 2012ء

قیمت : -/160 روپے

تقسیم کنندہ:

گلشن ہاؤس: بک سٹریٹ 39-مزنگ روڈ لاہور فون: 042-37249218-37237430

فکشن ہاؤس: 52-53 رابعہ سکوائر حیدر چوک حیدر آباد فون: 022-2780608

فکشن ہاؤس: نوشین سنٹر، فرسٹ فلور دوکان نمبر 5 اردو بازار کراچی۔

فہرست

کامرڈ چے گویرا ’’جبر سے نجات کی علامت‘‘	9
انقلاب کا استعارہ ’’کامریڈ ارنسٹو چے گویرا‘‘	13
مترجم کا تعارف	27
گوریلا جنگ کے عام اصول	29
گوریلا حکمت عملی	39
موافق علاقے میں جنگ	45
دشوار (میدانی) علاقے میں جنگ	48
گوردلا دستہ	52
گوریلا دستے کی تنظیم	54
جنگ	66
گوریلا جنگ کا آغاز خ پھیلاؤ اور اختتام	73
گوریلا محاذ کا انتظام، نظم ونسق ورسد (سپلائی)	76
شہری تنظیم	79
خواتین کا کردار	82
طبی مسائل	84
سبوتاژ	86
جنگ کے دوران صنعتیں	88
تشہیر (پروپگنڈا)	89
خبر رسانی اور جاسوسی	91
نظریاتی تبلیغ اور ترتیب	92
ایک انقلابی تحریک کی فوج کا تنظیمی ڈھانچہ	94
ابتدائی گوریلا جتھے کی تشکیل	96
فتح کا تحفظ	99
کیوبا کے موجودہ حالات کا تجزیہ اور اس کا مستقبل	101
کیوبا کا انقلاب نظریاتی مطالعے کے لیے کچھ نوٹس	106

گوریلا جنگ

GUERRILLA WARFARE

ارنسٹو چے گویرا

ترجمہ: مشتاق علی شان

کامریڈ چے گویرا، جبر سے نجات کی علامت

دنیا میں سرمایہ داری کے بڑھتے ہوئے بحران اور سرمائے کی نئی بھیانک اشکال نے ایک بار پھر انقلابی تحریکوں کے نئے سرے سے جنم لینے کے زبردست امکانات پیدا کر دیئے ہیں۔ دنیا میں موجود پچھلی صدی کی آخری دہائی میں سوشلسٹ سماجوں کے انہدام کے بعد سرمایہ دار دانشوروں نے انقلابی نظریات کی شکست کا ڈھنڈورا پیٹا اور تاریخ کی مادی اور جدلی تشریح کو یکسر مسترد کر دیا۔ بہت سوں نے یہ پیشگوئی بھی کر دی کہ تاریخ کے اوراق سے ان تمام عظیم انقلابیوں کے نقوش حرف برآب ثابت ہونگے اور آنے والی نسلیں انقلابات اور انکے سرکردہ راہنماؤں اور محرکات کو سماجی ارتقا میں ایک غلطی سے تعبیر کریں گی۔ لیکن یہ خام خیالی بہت جلد اپنے انجام کو پہنچی اور آج انسان نے اپنے تاریخی انقلابی ورثے سے ایک بار پھر رجوع کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ اسکے علاوہ ایسا کچھ موجود بھی نہیں تھا کہ تاریخ کے اس موڑ پر اس سے راہنمائی حاصل کی جاسکے۔ ساری دنیا میں انقلابی تحریکیں سر اٹھا رہی ہیں اور سرمایہ داری کے عفریت کے خلاف مختلف خطوں میں حالات اور واقعات کی روشنی میں حکمت عملیاں طے کی جا رہی ہیں جنکا مقصد و منشا سرمایہ داری کی تباہ کاریوں اور سامراجی تسلط کا طوق گلے سے اتار کر تمام وسائل بنی نوع انسان کی آسودگی کے لیے وقف کرنا ٹھہرا ہے۔ لاطینی امریکا کے کئی ممالک میں جہاں انقلابی تحریکوں کے سب سے متشدد طریقہ کار یعنی ''گوریلا جنگ'' کے ناقابلِ شکست باب رقم ہوئے وہاں تحریکیں عوام کے ووٹوں سے سامراجی عزائم کو شکست سے دوچار کر رہی ہیں تو دور کہیں جنوبی ایشیا کے ممالک میں گوریلا جنگیں سرمایہ دارانہ ریاستوں کو فیصلہ کن شکست دینے کے امکانات لیے ہوئے ہیں۔ خود یورپ اور شمالی امریکا میں سرمائے کی گرفت سے آزادی کا نقارہ حکمرانوں پر کاری ضرب لگانے کے لیے سڑکوں پر کروڑوں انسانوں کی آواز بنا ہوا ہے۔

دنیا بھر کے مظلوم طبقات اور محکوم قومیں اپنے انقلابی ورثے یعنی تاریخی نظریات سے نئے سرے سے مضبوط تعلق جوڑ رہی ہیں اور ان حاصلات سے اپنے حال کی صورتحال کا تجزیہ کر کے مستقبل کے لیے لائحہ عمل اور حکمتِ عملیاں طے کر رہی ہیں۔ آج کے حالات میں کامریڈ چے گویرا کی زندگی، تحریک اور انکے نظریات ساری دنیا کے انسانوں خصوصاً تحریکوں میں متحرک نوجوانوں کی رگوں میں خون کی طرح دوڑ رہے ہیں۔ ''چے گویرا'' کا نام اور ''چہرہ'' جبر سے نجات کی علامت بن گیا ہے۔ چے کی تحریریں آج کی زندہ تحریکوں کا ایک بڑا نظریاتی ہتھیار ثابت ہو رہی ہیں۔ ایک دہائی پر محیط کامریڈ چے گویرا کی جدوجہد کے تین ادوار ہیں جن میں کیوبا کا انقلاب، کانگو میں جنگ اور بولیویا میں آخری معرکہ انسانی تاریخ کا وہ عظیم رزمیہ ہے جس کی کم ہی نظیر ملتی ہے۔ کامریڈ چے کی دیگر تحریروں کی طرح ''گوریلا جنگ'' بھی اپنے جلو میں کئی ایک جہتیں لیے ہوئے ہے اور آج کے معروضی حالات میں جب ہمارے خطے کے کئی ایک ممالک میں گوریلا جدوجہد جاری ہے جن میں کچھ ریاستی جبر کی بنا پر خون میں نہلا دی گئیں اور کچھ کامیابی سے ہمکنار ہوئیں، بہت کچھ سیکھنے کا مواد فراہم کرتی ہیں۔

کامریڈ چے کی تحریریں انقلابی تحریک کا نادر ورثہ ہیں اور جن معروضی حالات میں یہ تحریریں رقم کی گئی انکی مادی بنیادیں آج بھی موجود ہیں اس لیے ان کی افادیت اور اہمیت سے کسی طور بھی انحراف ممکن نہیں۔ شہری پرولتاریہ کے زیر قیادت انقلابات کے ساتھ ساتھ ایشیائی سماجوں میں جہاں کسان معاشی ومعاشرتی عمل میں فیصلہ کن کردار کا حامل ہے وہاں کسان تحریکوں نے مسلح طریقوں سے جدوجہد کی طرح ڈالی ہے۔ ایسا ہمیں چین، ویتنام،

کوریا اور لاطینی امریکا و افریقہ کے بعض ممالک میں پچھلی صدی کے وسط میں لڑی جانے والی طبقاتی و قومی آزادی کی تحریکوں میں نظر آتا ہے اور جس کی جھلک آج بھی ہم نیپال میں گوریلا جنگ کے ذریعے جمہوری انقلاب کی فتح اور ہندوستان میں پھیلتی ہوئی نکسل باڑی کی منظّم مسلح جدوجہد کی صورت میں نظر آتی ہے۔

کامریڈ چے کی یہ کتاب انقلابی جدوجہد کی مختلف جہدوں میں سے ایک کا اظہار ہے اور اسکے ترجمے کا مقصد اس خطے کے انقلابیوں اور انقلابی تحریکوں سے دلچسپی اور ہمدردی رکھنے والوں کو مسلح جدوجہد کی حکمت عملیوں اور طریقہ کار کے علم سے روشناس کرانا ہے۔

ایک بات ضرور کہنے کی ہے کہ تحریکیں اپنے معروض سے جنم لیتی ہیں اور ٹھوس مادی حالات میں اپنا راستہ تلاشتی ہیں اور ماضی کے حالات میں اپنائی گئی ایک انقلابی حکمت عملی اور طریقہ کار ضروری نہیں کہ ہر سماج میں کارآمد ثابت ہو۔ لیکن انقلابیوں کے کیے گئے مختلف ادوار کے تجربات اور نظریاتی اساس سے استفادہ تحریکوں کو تقویت بخشتا ہے اور نئی حکمت عملیاں اور طریقہ کار طے کرنے میں معاون و مددگار ثابت ہوا ہے اور ایسا ہی کامریڈ چے کی زندگی اور انقلابی طریقہ کار سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

کامریڈ چے کی اس اہم کتاب کا اردو ترجمہ انقلابی ادب میں ایک اہم اضافہ ہے اور کامریڈ مشتاق علی شان نے جس مہارت اور روانی سے اس کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے اس سے کہیں بھی ترجمے کا شائبہ تک نہیں ہوتا اور یہی اس کتاب کی خوبصورتی ہے۔

کامریڈ مشتاق علی شان جہاں ایک اچھے شاعر ہیں وہاں انھوں نے نثر کے میدان میں بھی خود کو اجنبی محسوس نہیں ہونے دیا۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ مزدور طبقے سے تعلق رکھنے والے نوجوان انقلابی نے نہایت خوبصورت پیرائے میں انقلابی ادبی ورثے کے ایک اہم شہہ پارے کو عوام تک پہنچایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب خطے میں جاری گوریلا تحریکوں کو سمجھنے میں کلیدی کردار ادا کرے گی۔

ناصر منصور   یکم اگست 2012، کراچی

انقلاب کا استعارہ، کامریڈ ارنسٹو چے گویرا

9 اکتوبر 1967 ـــــــــــــ

لاطینی امریکا کے وسطی ملک بولیویا کا مقتل ـــــــــــــــــ

لمبے بالوں اور بڑھی ہوئی داڑھی والا آدرش انقلابی قاتلوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے "بزدلو! گولی چلاؤ تم ایک انسان کو مارنے والے ہو" گولیوں کی تڑتڑاہٹ لیکن کوئی چیخ نہیں، انقلابی زمین پر گرتا ہے، جینے کے لیے مرنے والے اس عظیم شہید کے چہرے پر موت کی زردی نہیں بلکہ ابدی سکون ہے وہی ابدی سکون جو صدیوں پہلے چشم فلک نے سقراط کے زہر سے درخشاں چہرے پر دیکھا تھا اس کے ہونٹوں پر مسکان ہے وہ لافانی مسکان جو کبھی مزدک کے ہونٹوں پر رقص زن ہوئی تھی اس کی آنکھوں میں موت کے منجمد سائے نہیں بلکہ زندگی کا نور ہے وہی نور جو نازی درندوں نے تختۂ دار پر سربلند جولیس فیوچک کی زندگی سے بھرپور آنکھوں میں دیکھا تھا۔

اپنی فتح کے زعم باطل میں مبتلا ایک قاتل آگے بڑھتا ہے اور اس کی پیٹھ پر بندھا ہوا مخصوص گوریلا بیگ کھولتا ہے جس میں سے ضروری اشیاء کے ساتھ اس کی تحریر کردہ ڈائری اور انقلاب سے متعلق کتابیں برآمد ہوتی ہیں۔ کامریڈ ماؤزے تنگ نے کہا تھا کہ "ایک کمیونسٹ کو مطالعے میں مثال قائم کرنی چاہیے" سو یہ کامریڈ ہاتھ میں بندوق اور پیٹھ پر کتابیں باندھے اس قول پر تصدیق کی مہر ثبت کر رہا ہے۔ کون تھا یہ بلند ہمت جوان رعنا انقلابی جو بولیویا کے جنگلات میں انقلاب کی شمع کو اپنے لہو سے روشن کر رہا ہے؟ کون ہے یہ مارکس، اینگلز، لینن اور اسٹالن کے انقلابی افکار کا وارث جو سامراج کے خلاف نت نئے ویتنام تخلیق کرنے کے لیے لہو کا آخری قطرہ بھی نذر کر رہا ہے؟ یہ ارنسٹو گویرا لاسیرنا ہے وہی ارنسٹو گویرا لاسیرنا جسے آج دنیا چے گویرا کے نام سے جانتی ہے۔

وہ 14 جون 1928 کو ارجنٹائن کے تاریخی شہر روزاریو میں پیدا ہوا، وہ پانچ بہن بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔ اس کا باپ ایک روشن خیال جبکہ ماں ایک مارکسسٹ تھی۔ والدین کے درمیان ہونے والے نظریاتی مباحث کے سبب وہ کم عمری میں ہی اس دنیا کے بارے میں بہت کچھ جان چکا تھا جو اکثر بڑی عمر کے لوگ بھی نہیں جانتے۔ معلومات کی یہی روشنی بعد ازاں اسے اپنے تجربات اور زمانے کے سرد و گرم کے نتیجے میں کارل مارکس کے انقلابی افکار سے روشناس کرگئی۔ وہ بچپن میں اپنے دیگر بہن بھائیوں کے مقابلے میں بہت لاغر اور کمزور تھا، اس کو مضبوط ڈیل وڈول کا مالک بنانے کے لیے اس کے باپ نے بہت محنت کی۔ کھیل کود، تیراکی اور جسمانی ورزش کی بدولت وہ ایک کسرتی جسم کا مالک تو بن گیا لیکن ورزش میں احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے اسے دمے کا موذی مرض بھی لاحق ہوگیا۔

وہ 8 سال کا تھا جب فاشزم کا سیلاب اسپین کی جانب بڑھ رہا تھا یہ 37-1936 کا زمانہ تھا اسپین میں سوشلسٹ انقلاب کے خوف سے لرزیدہ سامراج اور اس کے حواری جنرل فرانکو کی پشت پر تھے اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی اپیل پر دیس دیس سے کمیونسٹ انقلابی اسپین کی جمہوری کو بچانے کے لیے وہاں پہنچ رہے تھے۔ جنرل فرانکو کے غنڈوں کے خلاف سینہ سپر ہونے والے انقلابیوں کی قربانیوں نے نوعمر چے کو بھی بہت متاثر کیا۔ اس رزمگاہ میں کمیونسٹوں کی جرأتِ رندانہ ہمیشہ کے لیے اس کے شعور کا حصہ بن گئی۔

طالبعلمی کے زمانے میں چے ارجنٹائن کے نوجوانوں کی ایک قوم پرست تنظیم CIVIC REVOLUCIONARIO میں شامل ہوگیا۔ یہ وہی تنظیم تھی جس نے بعد میں ارجنٹائن کے آمر جان پیرون کے خلاف مسلح جدوجہد کا آغاز کیا تھا اس تنظیم کا نعرہ تھا ''بحث نہیں عمل'' یہی نعرہ بعد میں خود چے کی زندگی میں بنیادی حیثیت حاصل کرگیا اور وہ بحث سے زیادہ عمل کی جانب راغب رہا۔ وہ تعلیمی میدان میں بھی ہمیشہ نمایاں حیثیت کا حامل رہا اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف کھیلوں خصوصاً رگبی میں اسے خاصی شہرت حاصل تھی وہ شطرنج کا ایک بہترین کھلاڑی تھا جو اس نے اپنے والد سے سیکھی تھی۔ ان چیزوں کے علاوہ اسے مطالعے اور فوٹوگرافی کا بھی شوق تھا۔ اسے انقلابی شاعری کا بھی بڑا شوق تھا اور وہ چلی کے عظیم انقلابی شاعر پابلو نرودا سے بہت متاثر تھا چے ایک اچھا شاعر اور ادیب تھا اس نے بہت سی اچھی نظمیں تخلیق کیں، متعدد ڈرامے اور افسانے تحریر کئے۔ ان چیزوں کے علاوہ وہ سیر و سیاحت سے اسے گہرا شغف تھا اور وہ طالبعلمی کے زمانے میں ہی لاطینی امریکا کے متعدد علاقوں کی خاک چھان چکا تھا۔ اسی سیاحت کے دوران اس نے طبقاتی جبر کی وہ بدترین شکلیں دیکھی تھیں جس نے اس کے باغیانہ خیالات کو مزید جلا بخشنے میں اہم کردار ادا کیا۔

1948 میں چے ارجنٹائن کی بیونس آئرس یونیورسٹی میں بطور میڈیکل اسٹوڈنٹ کے داخل ہوا۔ اسکا باپ اسے انجینئر بنانے کا خواہشمند تھا مگر اس نے ڈاکٹر بننے کا فیصلہ اس لیے کیا کہ وہ دمے اور کینسر کی بیماری پر تحقیق کرنا چاہتا تھا۔ اس دور میں نوجوان چے کو اپنے تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے لیے مختلف قسم کی ملازمتیں بھی اختیار کرنا پڑیں جن میں محنت مزدوری، چوکیداری اور ایک کنسٹرکشن کمپنی میں کلرک سے لیکر ''ایکشن ارجنٹائنا'' نامی اخبار کی نامہ نگاری شامل تھی۔ اس کی طالبعلمی کے زمانے کو یاد کرتے ہوئے اس کے ایک استاد ڈیزل ویڈل نے کہا تھا کہ ''وہ ایک ایسا طالبعلم تھا جو ہمیشہ کیتھولک تعلیمات کی مخالفت کیا کرتا تھا، وہ مارکسزم سے متاثر تھا اور اپنی جماعت میں بائیں بازو کے رجحانات کے حامل طلباء کا لیڈر تصور کیا جاتا تھا۔'' اس کے ایک اور استاد الفرڈو پوریڈن اپنی یادداشتوں میں لکھتے ہیں کہ ''چے ایک امتیازی حیثیت کا حامل طالبعلم تھا اور وہ اپنی عمر سے زیادہ ذہین اور بالغ النظر دکھائی دیتا تھا اس نے ہمیشہ اپنی عمر سے زیادہ پختہ نظری کا ثبوت دیا۔ یہ درست ہے کہ اس کی طبعیت میں جذباتی پن اور لاابالی پن پایا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ مخصوص خصوصیات کا مالک ایک منجھا ہوا پختہ ذہن کا آدمی دکھائی دیتا تھا''۔

اسی زمانے میں اس کے والدین کے درمیان علیحدگی ہوگئی تو وہ اپنی والدہ کے ساتھ مقیم رہا اور اسی کی توسط سے چے کو ارجنٹائن کے چوٹی کے مارکسی دانشوروں سے ملاقات کے مواقع ملے اور اس کے انقلابی نظریات مزید پختہ ہوئے۔ اس کی غیر معمولی ذہانت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یونیورسٹی میں 7 سالہ کورس کا خاتمہ وہ محض 3 سال میں کر چکا تھا ان دنوں وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک بحری جہاز پر میل نرس کی حیثیت سے ملازم ہوکر ارجنٹائن کی تمام بندرگاہوں کو کھنگال چکا تھا۔ 1950 میں اس نے اپنی ایک طبی تحقیق کو رجسٹرڈ کرا کے کاروبار کا آغاز کیا جو سال بھر میں ہی ناکامی سے دوچار ہوگیا جس کی وجہ سے اس کی بادیہ پیمائی کا شوق پھر بیدار ہوگیا اس نے میڈیکل کی تعلیم ادھوری چھوڑی اور اپنے ایک دوست البرٹو کے ہمراہ موٹر سائیکل پر پورے لاطینی امریکا کی سیاحت کے لیے نکل پڑا۔ اس سیاحت کی یادداشتیں چے نے اپنی ''موٹر سائیکل ڈائریز'' میں لکھی ہیں۔ ایک سال بعد وہ واپس ارجنٹائن پہنچا اور بیونس آئرس یونیورسٹی میں میڈیکل تعلیم کے سارے ریکارڈ توڑ ڈالے، چند ماہ کے اندر وہ 12 اہم امتحان دیکر M.D کی ڈگری حاصل کر چکا تھا۔ اب وہ ڈاکٹر تھا، ڈاکٹر ارنسٹو گویرا لاسیرنا۔

1953 میں چے لاطینی امریکا کے آٹھ مختلف ممالک جن میں پیرو، السلواڈور، ہنڈروس، بولیویا، نکاراگوا، کوسٹاریکا وغیرہ شامل تھے کی بادیہ پیمائی کرتا

رہا۔ یہ دسمبر 1953 کے آخری ایام تھے جب چے گوئٹے مالا پہنچا۔ یہ وہ دور تھا جب گوئٹے مالا کا ترقی پسند لیڈر جیکب اربینز گزمان برسر اقتدار آنے کے بعد گوئٹے مالا کی کمیونسٹ پارٹی کی مدد سے معاشرتی اور زرعی اصلاحات نافذ کر رہا تھا غیر ملکی (امریکی) جاگیرداروں سے زمینیں لیکر بے زمین کسانوں میں تقسیم کی جا رہی تھیں اور امریکہ کی سب سے طاقتور کمپنی، یونائیٹڈ فروٹ کمپنی کو بلا معاوضہ قومی تحویل میں لینے کا اعلان ہو چکا تھا۔ ان دنوں گوئٹے مالا لاطینی امریکا میں انقلاب کی علامت بنا ہوا تھا جو چے کو کشاں کشاں اپنی جانب کھینچ لایا تھا۔ یہاں اس کی ملاقات پیرو سے تعلق رکھنے والی ماہرِ معاشیات اور انقلابی نوجوانوں کی تحریک ''اپرستا یوتھ موومنٹ'' کی رکن ہلڈا گاڈیا سے ہوئی جو بہت جلد ہی دوستی میں تبدیل ہوگئی۔ یہ ہلڈا گاڈیا ہی تھی جس کے توسط سے چے کی ملاقات نہ صرف جیکب اربینز کی حکومت میں شامل گوئٹے مالا کے انقلابیوں سے ہوئی بلکہ مسلح جدوجہد پر ایمان رکھنے والے ان کیوبن انقلابیوں سے بھی اس کی گہری دوستی ہوگئی جنہوں نے 26 جولائی کو کیوبا میں باتستا کے فوجی بیرکوں پر حملے سے اپنی بغاوت کا آغاز کیا تھا۔ اس بغاوت کی ناکامی کے باعث بہت سے انقلابی باتستا کی جیلوں اور عقوبت خانوں میں اذیتیں سہہ رہے تھے جبکہ باقی لاطینی امریکا کے مختلف ممالک میں دوبارہ خود کو منظّم کرنے میں مصروف تھے۔ کیوبا کی یہ انقلابی تحریک ''26 جولائی تحریک'' کے نام سے مشہور تھی اور فیڈل کاسترو اس کے رہنما تھے۔ انہی کیوبن دوستوں نے اس کا نام چے رکھا تھا کیونکہ وہ ارجنٹائنی زبان کا یہ لفظ ''چے'' استعمال کرتا تھا۔ یہ لفظ دراصل حرفِ ندا یہ ہے جیسے ہم کہتے ہیں ''ارے'' ''اماں'' یا ''اے بھائی'' وغیرہ۔

1954 کے وسط میں امریکی CIA کی ملی بھگت سے کرنل کارلوس کاسٹیلو ارماس کی قیادت میں مسلح مداخلت کے ذریعے گوئٹے مالا کی منتخب انقلابی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ اس موقع پر چے ''کمیونسٹ یوتھ'' کی منظّم کردہ ملیشیا میں شامل ہوگیا لیکن انقلابیوں کے غیر منظّم اور مناسب رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے انقلاب کے بے دردی سے کچل دیا گیا۔ اس دور کے متعلق چے گویرا نے لکھا تھا ''ہر چند کہ میں گوئٹے مالا کی انقلابی حکومت میں کسی بھی عہدے پر فائز نہیں تھا لیکن اُس وقت اور آج بھی انقلابی حکومت کی مدافعت کو اپنا فرض سمجھتا ہوں، جب امریکہ کے ایجنٹ مسلح مداخلت کر رہے تھے تو میں نے مدافعت منظّم کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن کسی نے مدافعت نہیں کی یہی وقت تھا جب ہتھیار اٹھائے جا سکتے تھے مگر کسی نے بھی ہتھیار نہیں اٹھائے۔'' اس کے بعد چے کو ارجنٹائن کے سفارت خانے میں پناہ لینی پڑی جب کہ ہلڈا گاڈیا کو گرفتار کر لیا گیا مگر جیل میں بھوک ہڑتال کے نتیجے میں اسے رہا کر دیا گیا اور وہ میکسیکو چلی گئی۔ دو ماہ بعد چے بھی سفارت خانے کی جانب سے ارجنٹائن کے لیے مفت پرواز کی پیشکش ٹھکرا کر میکسیکو چلا گیا۔

میکسیکو میں چے کی ملاقات گوئٹے مالا کے انقلابی رابرٹو سے ہوئی چے نے اپنی یادداشتوں میں اس رفیق کا تذکرہ بڑی محبت سے کیا ہے وہ ایک ہی کمرے میں رہتے تھے اور مل کر فوٹوگرافی کا کام کرتے تھے۔ رابرٹو کی وساطت سے ہی چے کے کیوبن انقلابیوں سے دوبارہ روابط استوار ہوئے اور راؤل کاسترو سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اس دوران فیڈل کاسترو باتستا کی جیل سے رہا ہو کر میکسیکو آئے تو راؤل کاسترو نے چے کی ان سے ملاقات کرائی۔ فیڈل کاسترو کے ساتھ پہلی نشست میں ہی چے نے ''26 جولائی تحریک'' میں شمولیت اختیار کر لی جسکا مقصد کیوبا میں امریکی سامراج کے ایجنٹ آمر باتستا کا تختہ الٹ کر انقلاب کرنا تھا۔ اس سلسلے میں چے لکھتا ہے کہ ''فیڈل کاسترو اور راؤل کاسترو کیوبن انقلابیوں کو منظّم کر رہے تھے فیڈل سے رات بھر تبادلہء خیال کرنے کے بعد جب صبح ہوئی تو میں انقلابی تنظیم میں بطور ڈاکٹر شامل ہو چکا تھا۔ لاطینی امریکا کے تمام ممالک اور خصوصاً گوئٹے مالا کے حالیہ واقعات اور تجربات کے بعد ظلم و استحصال کے خلاف لڑائی میں میرا شامل ہونا ایک فطری عمل تھا۔ فیڈل ایک غیر معمولی انسان ہے

جو مشکل سے مشکل مسائل کو انتہائی ہمت اور جرات کے ساتھ نمٹنا جانتا ہے، مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی وہ کیوبا پہنچے گا انقلاب کا آغاز ہوگا کیونکہ کاسترو کو نہ صرف اپنے آپ پر بلکہ اپنے عوام پر ناقابل شکست اعتماد ہے۔اس دور کا سب سے بڑا تقاضا عمل تھا جس پر ہم متفق ہو چکے تھے احتجاج کا دور بیت چکا تھا اور جنگ و انقلاب کا بگل بج رہا تھا‘‘۔اس دوران اگست 1955 میں ہلڈا گاڈیہ سے چے کی شادی ہوگئی۔اس شادی میں چے کی سربراہی کا فریضہ فیڈل کاسترو نے سرانجام دیا۔چے اگرچہ اس تنظیم میں بطور ڈاکٹر شامل ہوا تھا مگر اس نے گوریلا تربیت میں رضا کارانہ حصہ لیکر اپنے انسٹرکٹرز سے گروپ کے سب سے بہترین گوریلے کی سند حاصل کی۔

یہ 2 دسمبر 1956 کا دن تھا جب کمیونسٹ گوریلوں کی ایک مختصر سی فوج فیڈل کاسترو کے زیر کمان کیوبا کے صوبے اوریئنٹ کے ساحل پر اتری۔کامریڈ چے گویرا ان چار کمیونسٹ سرفروشوں میں شامل تھا جو کیوبا کے باشندے نہیں تھے لیکن کامریڈ لینن کا یہ نعرہ ’’دنیا بھر کے محنت کشوں اور مظلوم قوموں ایک ہو جاؤ‘‘ انہیں کشاں کشاں کیوبا کھینچ لایا تھا۔چے اس گوریلا فوج کا ڈاکٹر تھا لیکن اگر کوئی اسے ڈاکٹر یا کرنل کے نام سے پکارتا تو وہ احتجاج کرتا اور کہتا کہ ’’ہم سب یہاں بطور سپاہی لڑ رہے ہیں۔ساحل پر اترتے ہی باتستا کے فوجیوں سے ان کا تصادم ہو گیا، اس معرکے میں متعدد گوریلے انقلاب پر قربان ہو گئے، بہت سے زخمی و گرفتار ہو گئے اور پندرہ، بیس گوریلے ہی زندہ بچ سکے۔

یہی وہ وقت تھا جب چے گویرا نے دوائیوں کا باکس پھینک کر بندوق اٹھالی۔باقی ماندہ گوریلوں نے کاسترو کی رہنمائی میں سیرا ماسٹیرا کے پہاڑوں میں جا کر باتستا کے خلاف گوریلا جنگ کا آغاز کر دیا۔کیوبن عوام بالخصوص نوجوان باتستا کے خلاف اس فوج میں جوق در جوق شامل ہوتے چلے گئے چے ہر معرکے میں پیش پیش رہا اسی بہادری اور ہمت نے اسے فیڈل کے بعد اس گوریلا فوج کا سب سے اہم کمانڈر بنا دیا۔یہ دسمبر 1958 کا کوئی دن تھا جب کامریڈ چے گویرا اپنا منظّم کردہ ’’سرفروش دستہ‘‘ لیکر باتستا کے سب سے اہم فوجی مقام ’’سانتا کلارا‘‘ پر حملہ آور ہوا۔اس لڑائی میں باتستا کے فوجیوں کو شکست ہوئی اور انقلابیوں نے سانتا کلارا پر قبضہ کر لیا، سانتا کلارا کی فتح کیوبن انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور اس کے بعد گوریلا جنگ جو ابھی تک سیرا ماسٹیرا کے علاقے تک محدود تھی اس کا دائرہ پورے کیوبا میں پھیل گیا۔اب حالت یہ تھی کہ باتستا کے فوجی جنرل جنگ بندی کے لیے فیڈل کاسترو سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہو گئے۔یہ صورتحال دیکھ کر باتستا ڈومینیکن ری پبلک فرار ہو گیا۔

یہ یکم جنوری 1959 کا دن ہے کیوبا کے افق پر سنہری درانتی اور ہتھوڑے سے مزین سرخ پرچم لہرا رہا ہے۔سوشلزم ماسکو، پیانگ یانگ اور بیجنگ میں کامرانی کے جھنڈے گاڑھنے کے بعد ہوانا تک آ پہنچا ہے۔نوجوان فیڈل کاسترو اور چے گویرا کو ہوانا کے کوچوں میں فاتحانہ شان سے داخل ہوتے دیکھ کر ایک معمر شہری نے برجستہ کہا تھا کہ ’’ارے یہ باتستا تو بچوں سے شکست کھا گیا‘‘ لیکن معمر شہری کو یہ بات کون سمجھاتا کہ یہ معمولی بچے نہیں ہیں بلکہ یہ مارکس، اینگلز، لینن اور اسٹالین کے وفادار بچے ہیں یہ پیرس کمیون اور شکاگو کے وارث ہیں۔امریکی سامراج اور خطے میں اس کے حواری لرزہ بر اندام تھے، یورپ کے ایوانوں میں زلزلہ بپا تھا بورژوا شاہراہ گیروں کے حواس گم تھے کیونکہ اب یہ ’’کمیونزم کا نادیدہ بھوت‘‘ نہیں تھا بلکہ یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکا کے ساحلوں سے محض 90 میل کے فاصلے پر سوشلسٹ کیوبا کی شکل میں مجسم تھا اور امریکی امپریلزم کے پہلو میں سرخ خنجر کی صورت زندہ و پائندہ تھا۔

دراصل امریکی CIA کے کرتا دھرتا ان کمیونسٹ گوریلوں کو آخری دم تک قوم پرست انقلابی سمجھتے رہے۔ان کا خیال تھا کہ یہ قوم پرست انقلابی نوجوان

ہیں اور باتستا کے بعد ان کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔لیکن اب کیوبا کی سرزمین پر امریکی مفادات کی مکمل بیخ کنی کا وقت آچکا تھا۔ ہوانا کی سڑکوں پر محورقص یہ نوجوان جو سیاسی معاملات میں بظاہر ناتجربہ کار اور اناڑی نظر آتے تھے، اپنے تاریخی منصب سے بخوبی آگاہ تھے۔

انقلاب کے بعد چے کو کیوبن شہریت دے دی گئی اور فیڈل کاسترو کی رہنمائی میں کیوبا کو مکمل طور پر سوشلسٹ سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیا گیا۔ چے نے سوشلسٹ کیوبا کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اس نے کیوبا کی خارجہ پالیسی کی تشکیل میں بھی انتہائی اہم کردار ادا کیا وہ پانچ ماہ تک ایشیاء، افریقہ اور یورپ کے ممالک کے سفر میں رہا اور انہیں کیوبن انقلاب سے روشناس کرایا۔ کیوبا آنے کے بعد اس نے زرعی اصلاحات کے قومی ادارے اور پھر محکمہء صنعت کے سربراہ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ نومبر 1959 میں اسے قومی بینک کا سربراہ مقرر کیا گیا اور اسی کی سربراہی میں کیوبا کی انقلابی حکومت نے نئے کرنسی نوٹ کا اجراء کیا جس پر اس کے دستخط تھے۔

1962 میں جب امریکی سامراج نے کیوبا پر جارحیت کا ارتکاب کیا تو یہ چے ہی تھا جس نے سوویت یونین سے میزائل حاصل کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ دسمبر 1964 میں کامریڈ چے نے کیوبن وفد کے سربراہ کی حیثیت سے نیویارک میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کیا اور اس کے بعد پیرس روانہ ہو گیا جہاں سے وہ تین ماہ کے عالمی دورے پر روانہ ہوا۔ اس دوران کیوبن نمائندے کی حیثیت سے اس نے چین، شمالی کوریا ، الجیریا، گھانا، مصر، گنی، کانگو اور تنزانیا وغیرہ کے دورے کئے ۔ 24 فروری 1965 کو الجیریا میں ''افروایشیائی سالمیت'' کے موضوع پر ہونے والے سیمینار میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ'' ہماری تادم مرگ جدوجہد کا کوئی اختتام نہیں ہے۔ ہم دنیا کے کسی بھی خطے کے معاملات سے لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ سامراج کے خلاف ہر ملک کی فتح اسی طرح ہماری ہے جیسے اس کی شکست ہماری ہے۔ سوشلسٹ ممالک کا یہ اولین فریضہ ہے کہ وہ زیادہ منظّم اور فعال ہونے کا مظاہرہ کرتے ہوئے مغربی استحصالی ممالک کو منہ توڑ جواب دیں۔'' اسی الجیریا میں ایک تقریر کے دوران چے نے کہا تھا کہ'' پسماندہ ممالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ انقلاب کے لیے مسلح جدوجہد کا راستہ اختیار کریں اور سامراج کے خلاف بہت سارے ویتنام تخلیق کریں۔'' اس کے بعد چے واپس کیوبا آ گیا مگر یہاں ٹھہرنے نہیں بلکہ یہاں سے نت نئے ویتنام تخلیق کرنے کا سفر کرنے کے لیے۔

یہ 13 اکتوبر 1965 کا دن تھا جب فیڈل کاسترو نے ایک جلسے میں چے کا الوداعی پیغام پڑھ کر سنایا جس کے الفاظ کچھ یوں تھے'' کامریڈ فیڈل! مجھے لگتا ہے کہ میں اپنے فرض کا وہ حصہ پورا کر چکا ہوں جس نے مجھے کیوبا کی سرزمین سے منسلک کر رکھا تھا میں تمہارے سمیت تمام ساتھیوں اور کیوبن عوام سے رخصت ہو رہا ہوں، میں پارٹی کی قومی لیڈرشپ، میجر کے عہدے اور کیوبن شہریت سے الگ ہوتا ہوں۔ اب میرا کیوبا سے کوئی قانونی بندھن نہیں ہے اور جو بندھن ہے اس کی نوعیت بالکل مختلف ہے کیونکہ یہ ایک ایسا بندھن ہے جسے وعدوں کی طرح اپنی مرضی سے توڑا نہیں جا سکتا۔ دنیا کے مقہور عوام میری ناچیز کاوشوں کو صدا دے رہے ہیں، شاید میں وہ کچھ کر سکتا ہوں جو تم کیوبا کے سربراہ ہونے کی ذمہ داری کی وجہ سے نہیں کر سکتے، سو ہمارے جدا ہونے کا وقت آ گیا ہے اور میں یہ کام مسرت اور دکھ کے ملے جلے احساسات کے ساتھ کر رہا ہوں میں یہاں پاکیزہ امیدوں اور عزیز ترین لوگوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں ان لوگوں کو جنھوں نے مجھے ایک بیٹے کی حیثیت سے قبول کیا۔ احساس کا یہ زخم بہت گہرا رہے گا میں تمہارے بخشے ہوئے ایمان کو سینے میں سموئے اپنے عوام کے انقلابی جذبوں سے سرشار ایک مقدس فرض کی ادائیگی کے احساس کے ساتھ سامراجیوں کے خلاف نئے

محاذوں پر جدوجہد کرنے جا رہا ہوں۔ اگر میرے آخری لمحات نے مجھے کسی اور آسمان تلے پایا تب بھی میرا آخری خیال انہیں عوام اور تمہارے بارے میں ہوگا۔'' کامریڈ چے گویرا اپنے اس پیغام کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ''الفاظ وہ کچھ ادا کرنے سے قاصر دکھائی دیتے ہیں جو میں ان کے ذریعے کہنا چاہتا ہوں ایسے میں اصطلاحات کے استعمال سے بھلا کیا حاصل؟ فتح کی جانب مسلسل بڑھتے رہو؟ میں اپنی تمام تر انقلابی خدمات کے ساتھ تم سے بغلگیر ہوتا ہوں''۔

کامریڈ لینن کے اخذ کئے ہوئے نتائج پر چلتے ہوئے کامریڈ چے سمجھتا تھا کہ موجودہ حالات میں افریقہ کا خطہ سامراجی زنجیر کا سب سے کمزور حلقہ ہے اس لیے اسے یہاں سے توڑا جاسکتا ہے اور یہ علاقہ انقلاب کے لیے انتہائی سازگار ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے اپنے بارہ ساتھیوں سمیت افریقہ کے عظیم جوانمرگ انقلابی پیٹرس لومبا کے دیس کانگو کا رخ کیا۔ کچھ عرصے بعد کیوبا سے سو کے قریب مزید کمیونسٹ سرفروش گوریلے کانگو پہنچ گئے۔ یہاں کانگو کے معروف گوریلا لیڈر لارنٹ کابیلا کے ساتھ ملکر انہوں نے پیٹرس لومبا کی حامی تنظیم ''مارکسسٹ سیمبا موومنٹ'' کے گوریلوں کو کانگو کے بدنام زمانہ آمر مبوتو کے خلاف منظم کرنا شروع کر دیا۔

اگرچہ کانگو میں چے کی آمد خفیہ تھی مگر سی آئی اے نہ صرف اس کی موجودگی سے واقف تھی بلکہ جنوبی افریقہ اور کیوبن بھگوڑوں پر مشتمل سی آئی اے کی تشکیل کردہ ٹیمیں اس مہم کو ناکام بنانے میں پیش پیش تھیں۔ کانگو میں چے نے کوئی سات ماہ کا عرصہ گزارا وہ گوریلا جنگ کا عظیم عملی اور نظریاتی استاد تھا مگر اس معاملے میں کانگو کے گوریلے ان سے کوئی خاص استفادہ نہیں کرسکی۔ اس عرصے میں چے کے متعدد کیوبن ساتھی انقلابی جنگ میں کام آچکے تھے اور خود اس پر دمے کے شدید دورے پڑتے تھے۔ ایک طرف یہ صورتحال تھی تو دوسری جانب کانگولی گوریلے آپس کی چپقلش اور عجیب وغریب توہمات سے فارغ نہیں تھے۔ کانگو کے واقعات کامریڈ چے نے اپنی ''کانگو کی ڈائری'' میں تفصیل سے قلم بند کئے ہیں۔ اس ڈائری میں چے نے لکھا تھا کہ ''یہ ایک ناکام مہم کی تاریخ ہے''۔ آخر فیڈل کاسترو کے پیغامات اور اپنے موجود ساتھیوں کے اصرار پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی کانگو چھوڑنے پر آمادہ ہوگیا۔ اگلے چھ ماہ کا عرصہ اس نے تنزانیا اور چیکوسلواکیہ میں گزارا فیڈل کاسترو کے بار بار اصرار پر بھی وہ دوبارہ کیوبا جانے پر تیار نہیں ہوا۔ اب وہ سامراج کے خلاف ایک اور ویتنام تخلیق کرنے کا متمنی تھا۔ اس نے موزمبیق کی تحریک آزادی ''فری لیمو'' کے گوریلوں کے ساتھ کام کرنا چاہا مگر کچھ وجوہات کی بناء پر یہ ممکن نہیں ہوسکا۔

1966 کے اواخر میں چے کو آخری بار تنزانیہ کے شہر دارالسلام میں دیکھا گیا تھا اس کے بعد اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ کچھ عرصے تک اس کے بارے میں قیاس آرائیاں ہوتی رہیں پھر پتہ چلا کہ وہ بولیویا میں سامراجی دہشت گردوں اور ان کے بولیوین حواریوں کے خلاف گوریلا جنگ لڑنے میں مصروف ہے۔ وہ تقریباً ایک سال تک بولیویا کے جنگلات میں اپنے ساتھیوں سمیت سامراج سے نبرد آزما رہا اس گوریلا جنگ کے ایک ایک دن کا حال اس نے اپنی مشہور زمانہ ''بولیویا کی ڈائری'' میں تحریر کیا ہے جو اس کے بیگ سے سی آئی اے کے ہاتھ لگی تھی۔ چے کی تحریر کردہ اس ڈائری کی ایک نقل بعد ازاں کسی طریقے سے کیوبا پہنچ گئی تھی جہاں معائنے کے بعد اس کے اصلی ہونے کا اعلان کیا گیا۔ 8 اکتوبر 1967 کو بولیویا کے فوجی دستوں نے سی آئی اے کی مدد سے چے گویرا کو زخمی حالت میں گرفتار کرلیا۔ رائے عامہ کے متاثر ہونے کے خوف سے اسے عدالت میں پیش نہیں کیا گیا اور دورانِ قید زخمی حالت میں اسے گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا۔ قتل کرنے کے بعد اس کے دونوں ہاتھ کاٹ کر محفوظ کر لئے گئے تا کہ بعد میں اس کے انگلیوں

کے نشانات لئے جاسکیں جبکہ اس کی لاش دیگر گوریلوں کے ساتھ ایک خفیہ مقام پر اجتماعی قبر میں دفنا دی گئی۔

انقلاب اور جنگوں میں موت کا انداز بہت سخت ہوتا ہے وہ ایک گوریلا لیڈر تھا اور اسی حیثیت سے رزم گاہ میں کام آیا۔ فیڈل کاسترو نے اس کی موت پر کہا تھا کہ ''دشمن یہ سمجھتا ہے کہ چے کو جسمانی طور پر ختم کر کے اس کے افکار کو بھی ختم کر دیا گیا ہے اور گوریلا جنگ میں اسکے اعتقادات کو شکست دے دی گئی ہے، اسکے مسلح جدوجہد کے نظریے کو ہرا دیا گیا ہے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ دشمن کو اس میں سے کسی محاذ میں بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی کیونکہ اس جنگ میں مرنے والا ایک فانی انسان تھا جس نے ان گنت بار گولیوں کا مقابلہ کیا تھا۔ وہ ایک سپاہی اور قائد تھا جو اپنے قاتلوں سے زیادہ بہادر اور لافانی ہے۔ وہ اپنے فن کا استاد تھا اور استاد مر سکتا ہے لیکن فن زندہ رہتا ہے جبکہ یہ فن انقلابی جدوجہد کا فن ہو جس کے لیے اس نے اپنی زندگی قربان کر دی۔''

چے کی لاش برسوں بولیویا کے نامعلوم اجتماعی قبر میں پڑی رہی۔ جب اس کا بھائی رابرٹو ارجنٹائن سے اسکی لاش لینے بولیویا پہنچا تو اسے بتایا گیا کہ اس کی لاش کو نذرِ آتش کر دیا گیا تھا بولیوین حکومت کا یہ جھوٹ برسوں چلتا رہا لیکن کامریڈ چے کسی مقبرے یا مزار کا محتاج نہیں تھا کیونکہ اس کا سب سے بڑا مزار کچلے ہوئے انسانوں کے سینے میں تھا۔ یکم جولائی کو 1995 کو چے کے سوانح نگار جون لی اینڈرسن کو بولیویا کے ایک سابق جنرل ماریو ورگاس نے بتایا کہ اسکی موجودگی میں چے کی لاش کو ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے بولیویا کے پہاڑی قصبے VALLEGRANDE لائی گئی تھی جہاں اس ایک پرانے ائیرپورٹ کے قریب دیگر لاشوں کے ہمراہ اجتماعی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ 5 جولائی 1997 کو اس مقام کی نشاندہی کے بعد دیگر ڈھانچوں کے ساتھ کامریڈ چے کی لاش کا ڈھانچہ بھی وہاں سے نکال لیا گیا اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے تھے۔ ڈی این اے سے تصدیق ہوگئی کہ یہ چے ہی کا ڈھانچہ ہے۔ 30 سال بعد 13 جولائی 1997 کو اس شعلہء تابناک کی خاکستر کو ایک تابوت میں کیوبا کے شہر ہوانا لے جایا گیا جہاں فیدل کاسترو، راؤل کاسترو اور اس کے دیگر کامریڈ لاکھوں افراد کے ساتھ اسے سرخ سلام کہنے کے لیے موجود تھے۔ ہوانا میں ایک تقریب کے بعد اس کا تابوت سانتا کلارا لیجایا گیا یہ وہی مقام ہے جہاں کامریڈ چے نے باتستا کے دستوں کو فیصلہ کن شکست دی تھی۔

آج سانتا کلارا میں کامریڈ چے گویرا کے مقبرے پر غم و یاس کا کتبہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں نہ صرف دنیا بھر سے لاکھوں کی تعداد میں انقلابی اسے سرخ سلام پیش کرنے آتے ہیں بلکہ یہاں سے یہ ایمان سینے میں بسا کر جاتے ہیں کہ ''ویتنام تو ایک چھوٹی سے جگہ ہے سامراج کو ہر جگہ شکست ہوگی''۔

آج چے گویرا محض ایک ایسے انقلابی فرد کا نام نہیں رہا جس نے اپنے ادرش کے لیے جان کی بازی لگا دی بلکہ دنیا بھر کے محنت کشوں، کچلے ہوئے انسانوں اور مظلوم قوموں نے اس کی تصویر کو اپنا پرچم بنا لیا ہے۔ آج لاکھوں، کروڑوں انسان اس کے انقلابی افکار سے قریب ہوتے جا رہے ہیں اور اب اس کا تعلق صرف لاطینی امریکا سے بھی نہیں رہا وہ ہر اس دیس اور اس قوم کا باشندہ ہے جو سامراجی دہشت گردوں کے خلاف نبرد آزما ہے۔ بنی نوع انسان نے اس کو وہ مقام عطا کیا ہے جس کا وہ بجا طور پر مستحق ہے۔ جہاں جہاں سرمایہ داری کے دلال دندناتے پھر رہے ہیں کامریڈ چے ان کا تعاقب کر رہا ہے اور ان کو شکست پر شکست دے رہا ہے۔

جب جب دنیا کی تاریخ لکھی جائے گی، اس کو تبدیل کرنے والے انقلابیوں کا ذکر ہوگا کامریڈ چے گویرا کا نام اور کام کامریڈ کارل مارکس، کامریڈ

فریڈرک اینگلز، کامریڈ لینن، کامریڈ جوزف اسٹالین، کامریڈ انتونیو گرامچی، کامریڈ ماؤزے تنگ، کامریڈ ہوچی منہ، کامریڈ کم ال سنگ، کامریڈ فیڈل کاسترو، کامریڈ خسرو روزبہ کامریڈ بھگت سنگھ، کامریڈ چارو مجمدار اور کامریڈ نور محمد ترہ کئی کے ساتھ ساتھ تاریخ کے افق پر جگمگاتا رہے گا۔

مشتاق علی شان 0313-2775587

mushtaqalishan@gmail.com

گوریلا جنگ کے عام اصول

GENERAL PRINCIPLES OF GUERRILLA WARFARE

گوریلا جنگ کا نچوڑ

ESSENCE OF GUERRILLA WARFARE

باتستا کی آمرانہ حکومت کی شکست اور کیوبا کے عوام کی مسلح فتح کو دنیا بھر میں ایک عظیم کارنامہ تسلیم کیا گیا ہے اس فتح نے لاطینی امریکا کے عوام کے بارے میں تمام فرسودہ اور دقیانوسی خیالات کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے اور گوریلا جنگ کے ذریعے ظالم و جابر حکومت سے نجات حاصل کرنیکی عوامی صلاحیت پر تصدیق کی مہر ثبت کردی ہے۔ کیوبا کے مسلح انقلاب سے تین بنیادی نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

ا۔ عوامی طاقتیں ایک منظّم فوج کے خلاف فتح حاصل کرسکتی ہیں۔

۲۔ انقلابی حالات کے پیدا ہونے کا انتظار کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ ایسے حالات پیدا بھی کیے جاسکتے ہیں۔

۳۔ لاطینی امریکا کے پسماندہ زرعی علاقے انقلاب کے لیے موزوں علاقے ہیں۔

پہلے دو نتائج ان سست اور کاہل انقلابیوں کے نظریات کو رد کرتے ہیں جو یہ حیلہ کرتے ہیں کہ ایک منظّم فوج کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا اور یوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ دو نتائج ان افراد کے رویے کو بھی غلط ثابت کرتے ہیں جو اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ خارجی اور داخلی طور پر انقلاب کے لیے حالات مکمل طور پر سازگار شکل اختیار کریں گے، لیکن وہ ایسے حالات پیدا کرنے کے لیے کرتے کچھ بھی نہیں ہیں۔ فتح کے یہ نتائج آج کیوبا سمیت سارے لاطینی امریکا میں موضوع بحث بنے ہوئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ انقلاب کے لیے مکمل طور پر سازگار فضا صرف گوریلے ہی نہیں بنا سکتے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ عوام پر یہ حقیقت واضح کی جائے کہ سماجی ناانصافیوں کو پرامن طریقوں سے ختم نہیں کیا جاسکتا اور جابر حکومت کی طرف سے ہونے والی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر کی گی زیادتیوں کا پردہ چاک کیا جائے۔ کیونکہ اس طرح عوام کی نفرت گہری ہو جاتی ہے، عوامی مداخلت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور حکومت کے ظالمانہ طرزعمل کی وجہ سے عوامی جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔

کوئی ایسی حکومت جو واضح عوامی رائے کے ذریعے اقتدار میں آئی ہو اور جس کی محدود شکل میں بھی آئینی شکل برقرار ہو اسکے خلاف اس وقت تک گوریلا جنگ ناممکن ہے جب تک جدوجہد کے تمام آئینی طریقے آزمائے نہ جاچکے ہوں۔

کیوبا کی مسلح فتح سے حاصل ہونے والا تیسرا نتیجہ گوریلا جنگ کے طریقہ کار سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نتیجے کے تحت یہ ضروری ہے کہ شہری علاقوں کو مرکز بنانے کی وکالت کرنے والوں پر یہ واضح کر دیا جائے کہ لاطینی امریکا میں پھیلی ہوئی وسیع دیہی آبادی کے اہم کردار کو نظرانداز نہ کیا جائے۔ ہم شہروں میں محنت کشوں کی منظّم شدہ مدافعتی جنگ کی اہمیت کو کم کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ شہروں میں مسلح بغاوت کو، شہری آزادیاں سلب کر کے بآسانی کچلا جاسکتا ہے اور اس طرح شہروں میں دفاع کی تحریکیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ لیکن دیہی علاقوں میں حالات اس کے برعکس ہیں کیونکہ یہ علاقے جابر قوتوں کی براہ راست مداخلت سے دور ہوتے ہیں اور یہاں عوام اور گوریلا فوج کے درمیان مکمل ہم آہنگی اور تعلق ہوتا ہے۔

ہم ان تینوں نتائج کو پیش نظر رکھتے ہیں کیونکہ یہ انقلابی فکر میں کیوبا کے انقلاب کا نچوڑ ہیں۔

گوریلا جنگ عوام کی آزادی کے لیے جنگ کا سنگِ بنیاد ہے اور اس جنگ کی بہت سے خصوصیات اور پہلو ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جنگ کے اپنے واضح اصول ہیں اور جو بھی ان اصولوں سے پہلوتہی کرتا ہے وہ شکست سے دوچار ہوتا ہے۔ گوریلا جنگ، جو کہ جنگ کا ایک مرحلہ ہے۔ وہ بھی ان اصلوں سے الگ نہیں ہوسکتی ہے۔ لیکن گوریلا جنگ کے کچھ اور بھی اصول ہیں۔ کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لیے ان اصولوں پر کاربند ہونا ضروری ہے۔ ہر ملک کے سماجی اور جغرافیائی حالات کا جدوجہد کے طریقہ کار پر اثر انداز ہونا یقینی ہے کیونکہ گوریلا جنگ کے بنیادی اصولوں کا اطلاق ہر گوریلا جنگ پر ہوتا ہے۔ یہاں ہم اپنے تجربے کی روشنی میں آزادی کی خاطر برسرِ پیکار جنگجوؤں کے لیے یہ بنیادی اُصول پیش کرتے ہیں۔

سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ جنگ میں فریق کون ہیں۔ ایک فریق تو جبر واستبداد کرنے والی سرکار ہوتی ہے جس کی پشت پناہی ایک منظم فوج کرتی ہے اور جسے زیادہ تر باہر سے امداد ملتی رہتی ہے جبکہ دوسرا فریق عوام ہوتے ہیں۔

گوریلا جنگ عوام کی سرکاری جبر کے خلاف جنگ ہوتی ہے اور اس جنگ میں گوریلا یا چھاپہ مار مسلح مرکز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چھاپہ ماروں کو انکے مد مقابل ہونے والی فوج سے کسی بھی طور کم نہیں سمجھنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ چھاپہ مار مد مقابل فوج پر برتری رکھتے ہیں، کیونکہ گوریلا جنگ ظالم سرکار کی فوج کی کثرت اور ہتھیاروں کا توڑ ہے۔

گوریلا یا چھاپہ مار کی بنیادی قوت عوام کا تعاون ہے اور یہیں سے وہ اپنی سرگرمیوں کا آغاز کرتا ہے۔ وسیع بنیادوں پر عوامی تعاون کے بغیر چھاپہ مار سرگرمیاں ناممکن ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں ڈاکوؤں کے ان گروہوں کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا جو کسی علاقے سے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کرتے ہیں۔ ڈاکوؤں کے ان گروہوں میں چھاپہ ماروں کی تمام خصوصیات ہوتی ہیں یعنی یکسانیت، اتحاد، بہادری، اپنے راہنما کی فرمانبرداری، اپنے متعلقہ علاقے کی مکمل معلومات اور اپنے طریقہ کار پر گہرا اور مکمل عبور۔ چھاپہ گروہوں کے مقابلے میں ان ڈاکوؤں کے گروہوں میں جو کمی ہوتی ہے وہ عوام کا تعاون ہے اور یہی وجہ ہے کہ آخرکار ڈاکوؤں کی یہ ٹولیاں پکڑی جاتی ہیں یا پولیس کے ہتھے چڑھ جاتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گوریلا دستوں کی بنیادی قوت عوامی تعاون ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ گوریلا لڑتا کیوں ہے ؟

اس کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ گوریلا یا چھاپہ مار، سماج مصلح ہے وہ ایک انقلابی سوشل ریفارمر ہے جو عوامی احتجاج پر لبیک کہتا ہوا ہتھیار اٹھاتا ہے اور مروجہ قانون سے ٹکراتا ہے اور اس طرح وہ اس سماجی نظام کے خلاف بندوق بدست اٹھ کھڑا ہوتا ہے جو عوام کی غربت وافلاس اور بدحالی کا باعث ہے۔

گوریلا جنگ کے طریقہ کار کا تجربہ کرتے ہوئے جو حقیقت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ چھاپہ ماروں کو اپنے علاقے کی ہر پہلو سے مکمل جانکاری ہونی چاہیے، اسے حملہ کرنے، فرار ہونے اور پھرتی سے نقل وحرکت کرنے کے تمام راستوں سے واقفیت ہونی چاہیے، دشمن پر حملہ کرنے کے لیے تمام ٹھکانوں، گھاٹیوں اور عوام کے تعاون کی پوری پوری معلومات ہونی چاہیے، اور یہ تمام باتیں دیہاتوں میں ہوسکتی ہیں۔ ان علاقوں میں گوریلا کسانوں کے لیے زمین کی ملکیت کا حق حاصل کرنے، دیگر حقوق اور زندگی کی تمناؤں کا ترجمان بنکر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ چھاپہ مار بنیادی طور پر دیہاتوں میں زرعی انقلابی کی حیثیت رکھتا ہے۔ گوریلا جنگ کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے

یہ بات یادرکھنا ضروری ہے کہ چھاپہ مار ایک ایسے مسلح گروہ کا نام ہے جو مروج ظالم حکومت کے خلاف لڑتا ہے۔ چاہے یہ جبر و استبداد کرنے والی مروج حکومت اپنوں کی مقامی حکومت ہو یا غیروں کی بدیسی حکومت ہو۔ چھاپہ ماروں کا مسلح گروہ اپنے اندازے کے مطابق اپنی کارروائیاں منظّم کرتے رہیں ۔اس گروہ کا بنیادی کردار زرعی یا دیہی اور کسانوں کے لیے زمین کی ملکیت کے حق کا ترجمان ہونا چاہیے۔ ماؤزے تنگ کے چین میں بغاوتوں کی ابتدا شہروں میں ہوئی، جنھیں انتہائی بے دردی اور سفاکی سے کچل دیا گیا۔ جب چینی انقلاب نے اپنا مرکز دیہاتوں میں قائم کیا اور زرعی اصلاحات کو مروج کیا، تب کہیں جا کر انقلاب کو تقویت حاصل ہوئی۔ اسی طرح ہند چینی (ویتنام) میں ہو چی منہ کی کامیابیوں کے ضامن چاول کاشت کرنے والے وہ کسان تھے جو فرانسیسی سامراج کی ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ الجزائر میں بھی قومی آزادی کی تحریک کو کسانوں نے زندگی اور توانائی بخشی جہاں ایک لاکھ فرانسیسی آبادکار تقریباً ساری قابل کاشت اراضی کو استعمال کر رہے تھے اور انہوں نے کسانوں کو بٹائی کے ذریعے استحصال کا شکار بنا رکھا تھا۔

جبکہ پورٹو ریکو جہاں جزائر کے مخصوص حالات کے وجہ سے اب تک گوریلا جنگ کے آثار نمایاں نہیں ہوئے ہیں لیکن وہاں قومی آزادی کی تحریکیں تیز ہو رہی ہیں۔ کیونکہ مقامی کسان امریکی نوآبادکاروں کے جبر و استبداد اور نارو امتیازی سلوک سے تنگ آ کر اپنی زمینوں کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں اور یہ مطالبہ مختلف شکلوں میں ابھرا ہے جو کیوبا کے کسانوں اور غلاموں کی تحریک آزادی کے لیے ایک محرک اور بنیاد بنا۔ اس قسم کی نفرت خود بخود پھیلتی رہتی ہے، اور یوں عوامی تعاون اور چھاپہ ماروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور آخر کار گوریلا جنگ باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ لیکن چھاپہ مار جنگ کا منظّم جنگ میں تبدیل ہو جانا اور دشمن کو شکست دینے کا عمل کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ جب تک مکمل فتح کا پختہ یقین نہ ہو اس وقت تک کوئی بھی جنگ شروع نہیں کرنی چاہیے۔

ایک کہاوت کے مطابق چھاپہ مار جنگجو پھرتیلا اور ہر جگہ حاضر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بھیس بدلتا ہے، رات کو اچانک حملہ کرتا ہے اور بجلی کی سی تیزی سے غائب ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ فتح کے عزم اور حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے خود کو جنگ کے رومانوی ضرر رساں اور غیر محتاط طریقوں سے بچاتا ہے۔

جنگی طریقہ کار کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے دشمن کی کمزوریوں سے کس حد تک اور کس درجے تک کامیابی سے فائدہ اٹھایا جائے۔ گوریلا جنگ میں ایک چھاپہ مار کا حملہ وہی حیثیت رکھتا ہے جو منظّم جنگ میں ایک پلٹن PLATOON (پیادہ فوج کے ایک ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک دستہ پلٹن کہلاتا ہے۔ مترجم) کی جنگی کارروائی رکھتی ہے۔ جب جنگی چالیں ناکامی سے دوچار ہوں تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشمن چوکنا ہے اور اس پر اچانک حملہ نہیں کیا جا سکتا لیکن چھاپہ مار دستہ چونکہ ہر لحاظ سے خود کفیل ہوتا ہے اور اسکے مقابلے میں دشمن وسیع محاذ کی نگرانی نہیں کر سکتا، یہی وجہ ہے کہ چھاپہ مار کے لیے اچانک حملہ کرنے کی گنجائش ہمیشہ کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتی ہے اور اسی گنجائش سے ہمیشہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ کچھ لوگ اس قسم کے حملوں کی اہمیت گھٹانے کے لیے اسے ''ضرب لگاؤ اور بھاگ جاؤ'' کا نام دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ان حملوں کا یہی مقصد ہوتا ہے، اصل طریقہ یہ ہے کہ دشمن کو زک پہنچا کر بھاگا جائے، پھر دشمن کو خوف و ہراس میں مبتلا کر کے بار بار ضربیں لگانے کے لیے واپس آئیں اور اس طرح دشمن کو آرام کا کوئی موقع نہ دیں۔ شاید اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ چھاپہ مار دشمن کے سامنے واضح طور پر نہیں آنا چاہتا، لیکن حقیقت میں یہ چھاپہ مار کا من پسند طریقہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس طریقے سے وہ نہ صرف دشمن پر غالب آتا ہے بلکہ اسے تباہ بھی کرتا ہے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ گوریلا جنگ کا ابتدائی مرحلہ ایک ایسا نقطۂ آغاز ہے جس میں جنگ کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ لیکن مسلسل گوریلا

جنگ کے دوران عوامی فوج کی تعداد بڑھتی رہتی ہے اور آخر کار یہ عوامی فوج کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اس کے بعد دشمن پر آخری اور بھرپور ضرب لگانے کا وقت آ پہنچتا ہے۔

جس طرح فوج کا ایک ڈویژنل کمانڈر خواہ مخواہ خود کو موت کے منہ میں نہیں ڈالتا ہے، اسی طرح ایک گوریلا یا چھاپہ مار جو اپنی ذات کی حد تک کمانڈر رہوتا ہے وہ خواہ مخواہ موت کا شکار نہیں ہونا چاہتا۔ چھاپہ مار مقصد کے حصول کے لیے جان دے دیتا ہے لیکن محض دفاع اور حفاظت کے لیے خود کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا۔ اس لحاظ سے گوریلا جنگ کا اصل اعجاز یہ ہے کہ وہ ایک وسیع عوامی تحریک کے مرکز کی حیثیت سے ایک نئے معاشرے کو جنم دیتا ہے۔

اس لحاظ سے گوریلا جنگ عوام کی تقدیر کے فیصلے کی صورت میں ابھرتی ہے اور اس تحریک کی عظمت اور بڑائی محتاج بیان نہیں رہتی۔ بے مثال حوصلہ اور بے نظیر عزم اس جنگ کی عظمت کے بنیادی اسباب ہیں۔ گوریلا زبان یا لغت میں جدوجہد سے مراد ہے طریقہ کار، یعنی وہ مقصد اور اس کا تجربہ جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ دشمن کس انداز سے حرکت کرتا ہے یعنی اس کا منصوبہ یا پلان کیا ہے۔ ان کی تعداد کتنی ہے، اسلحہ کتنا ہے، ہتھیار کس قسم کے ہیں، نقل و حرکت کی رہنمائی کیسی ہے۔ یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی گوریلا پلان تیار کرنا چاہیے۔ لیکن یہ ہمیشہ ذہن میں ہونا چاہیے کہ اس گوریلا پلان کا مقصد دشمن کو تباہ کرنا ہے۔ ان تمام حالات کا تجزیہ کرنے کے بعد اپنے مقصد کے حصول کے لیے دشمن پر بھرپور ضرب لگانے کی طرف دھیان دینا چاہیے جبکہ دشمن پر ضرب لگانے کا منصوبہ پہلے تیار کرنا چاہیے اور اگر ضرورت ہو تو حملے کے دوران اس میں حالات و واقعات کے مطابق تبدیلیاں بھی کی جا سکتی ہیں۔ ہتھیاروں کے سلسلے میں یہ واضح ہونا چاہیے کہ ان کا استعمال کس طریقے سے کرنا ہے، دشمن کے بھاری ہتھیاروں جیسے ٹینکوں، ہوائی جہازوں اور عادات وغیرہ کی اہمیت کا بھی حقیقت پسندی سے جائزہ لینا چاہیے۔ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ چھاپہ مار کے لیے ہتھیاروں کا سب سے بڑا ذخیرہ اور ذریعہ دشمن ہی ہے، کیونکہ اسے اسلحہ وغیرہ دشمن سے چھیننا ہے۔ ہتھیاروں کے انتخاب میں چھوٹے خودکار ہتھیاروں کو ترجیح دینی چاہیے۔ اس امر کی جانب بھرپور دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ ابتدا میں کوئی چھاپہ مار ہلاک نہ ہو۔ آہستہ آہستہ چھاپہ مار خود اپنی حفاظت کرنے کے طریقے اور حکمت عملیاں وضع کرنا سیکھ لیتے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان طریقوں میں مہارت بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ دشمن کو چکمہ دینے، گولی چلانے، اچانک حملہ کرنے اور چھپ جانے کے بہترین طریقے وہ خود ہی تشکیل دیتے ہیں۔ وہ دشوار علاقوں میں چھپ جاتا ہے یا پھر اپنی حدود میں قوت مجتمع کرتا ہے جس سے دشمن اس پر حملہ کرتے ہوئے ڈرتا ہے۔ ان حکمت عملیوں اور طور طریقوں سے اچھی طرح واقف ہو جانے کے بعد چھاپہ مار کو اپنی کارروائیاں شروع کر دینی چاہیں۔ ان کارروائیوں کی ابتدا چھاپہ ماروں کے مخالف علاقوں سے کی جا سکتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ان کارروائیوں کا دائرہ ملک کے اندر پھیلا دینا چاہیے۔ دشمن کی آمد و رفت کے نظام کو تباہ کرنا اور اسکے ٹھکانوں پر حملہ کرنا ان کارروائیوں میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

چھاپہ مار کا کام ہے لگا تار ضربیں لگانا، دشمن کے خلاف اس طرح کی کارروائیاں ہونی چاہیں کہ اسے سونے یا آرام کرنے کا موقع تک نہ مل سکے۔ ان کی چوکیوں پر لگا تار حملے کرتے ہوئے انھیں تباہ کر دیا جائے۔ دن کو جنگلوں اور رات کو میدانی علاقوں میں لگا تار حملوں کے ذریعے دشمن پر یہ احساس مسلط کر دیا جائے کہ وہ انقلاب کے شکنجے میں جکڑا جا رہا ہے۔ دشمن پر خوف کی کیفیت طاری کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ عوامی تعاون اور اپنے علاقے کے بارے میں پوری پوری معلومات اور واقفیت حاصل کی جائے۔ اس لیے جہاں ایک طرف چھاپہ مار کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ

علاقے کے چپے چپے کی مکمل معلومات رکھتا ہو تو دوسری طرف وہ عوام کو یہ بھی ذہن نشین کراتا رہے کہ آخر کار دشمنوں کو شکست دے دی جائے گی اور وہ خود بھی انقلاب کی فتح پر ایقان رکھے۔ جس چھاپہ مار کو انقلاب کی فتح کا یقین نہیں ہے وہ چھاپہ مار ہو ہی نہیں سکتا۔ عوامی رابطے کی یہ کارروائی انتہائی احتیاط طلب ہے ہر وہ شخص جس سے رابطہ قائم کیا جائے اس پر اسکی اہمیت واضح کی جائے اور اسے سختی سے تاکید کی جائے کہ وہ اس مہم کو ایک راز سمجھے۔ چھاپے مار کا عوامی رابطے کے سلسلے میں یہ اہم کام ہے کہ وہ انقلاب کے قابل اعتماد دوست تلاش کرے جن کے ذریعے اسلحہ کی رسد اور پیغامات پہنچانے کا کام پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے۔ اس صورتحال سے فارغ ہونے کے بعد شہری آبادی سے رابطہ کرنے اور پھر ہمہ گیر اور مکمل ہڑتالوں کے لیے کام کرنا چاہیے تا کہ سارے شہری نظام کو تہس نہس کیا جاسکے۔ اس سلسلے میں کسی ہمہ گیر ہڑتال کے لیے ایسے متعدد جواز اور واقعات جو کسی ہڑتال کے لیے ضروری ہیں، ان کا ایک ہی وقت میں رونما ہونا ضروری ہے۔ وہ از خود مشکل سے ہی رونما ہوتے ہیں۔ اس کا میدان تیار کرنے کے لیے ایسی صورتحال پیدا کرنا پڑتی ہے اور یہ اس حالت میں ہی ممکن ہے کہ جب انقلاب کے عظیم مقصد کے ساتھ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو وابستہ کیا جائے اور ایسے واقعات اور اسباب پیدا کیے جائیں جن کے ذریعے عوام کی مشترکہ قوت کا بھرپور اظہار ہوتا ہو۔ چھاپہ مار سبوتاژ کے ذریعے پوری فوج کو مفلوج کرسکتا ہے۔ کارخانے اور فیکٹریاں بند کراسکتا ہے، لوگوں کو روزگار سے الگ کرسکتا ہے۔ پانی بجلی اور ٹرانسپورٹ کا نظام معطل کرسکتا ہے اور لوگوں پر اتنی دہشت طاری کرسکتا ہے کہ وہ گھروں سے باہر نکلنے کی جرأت ہی نہ کرسکیں۔ ایسی کارروائیاں اگر کامیابی سے سرانجام دی جائیں تو دشمن کا دل دہل جاتا ہے اور اس کے مدافعتی نظام کا شیرازہ بکھر کر رہ جاتا ہے۔ ان طول و عرض پر پھیلی ہوئی کاروائیوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چھاپہ مار کی سرگرمیوں کا دائرہ بہت زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں محتاط رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کام یا سرگرمیوں کا علاقہ کسی بھی صورت میں حد سے زیادہ نہیں پھیلانا چاہیے، لیکن اپنے علاقے یا دائرے کو روز بروز مزید مضبوط کرنا چاہیے اور یہ مضبوطی اور استحکام عوام کو اپنا ہم مقصد بنانے کے ذریعے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ عوام کو ہم مقصد بنانے کے ساتھ ساتھ انقلاب دشمنوں سے بچاؤ اور انقلاب اور انقلاب کی مخالفت کو روکنے اور کم کرنے کے لیے بھی کام کرنا ضروری ہے۔ حفاظتی تدابیر کی طرف دھیان دینا۔ خندقیں کھودنا، سرنگیں بچھانا اور اپنی رسد کے اندرونی نظام کو مضبوط بنانا، اہم کام ہیں۔ چھاپہ ماروں کے نئے گروہ تشکیل دینا اسی حالت میں ممکن ہے جب رضا کاروں کی تعداد اور اسلحے کی مقدار میں اچھا خاصا اضافہ ہوتا رہے۔ کچھ عرصے بعد وہ علاقہ جو چھاپہ ماروں کے قبضے میں ہو، وہ ان کی سرگرمیوں کے لیے ناکافی ثابت ہوتا ہے اور دشمن کے علاقے کی طرف بڑھنے اور پھیلنے کے عمل میں آخر کار چھاپہ ماروں کو دشمن کی طاقتور اور منظّم فوج کے مدمقابل ہونا پڑتا ہے۔ اس مرحلے میں داخل ہو کر چھاپہ مار گروہ ایک منظّم فوج میں ڈھل کر باقاعدہ جنگ کا آغاز کرتا ہے۔ لیکن اس مرحلے میں داخل ہونے کے بعد تجربہ کار چھاپہ مار خود کو اپنے مرکزی اڈوں سے الگ نہیں کرسکتے، وہ دشمن کی پشت پر نئے چھاپہ مار دستے تشکیل دیکر دشمن پر ضربیں لگاتے رہتے ہیں اور اس طرح یہ جنگ شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور اس طرح سارے ملک کو نیا جوش و ولولہ بخشتے ہوئے مکمل فتح کی جانب بڑھتی ہے۔

گوریلا حکمت عملی

GUERRILLA STRATEGY

گوریلا حکمت عملی یا چالوں سے مراد وہ عملی ذرائع ہیں جو جنگی مقاصد کے حصول کے لیے اختیار کیے جائیں۔ مقررہ مقاصد کے مقابلے میں طریقہ کار یا حکمت عملی میں ہمیشہ لچک ہوتی ہے اگرچہ ان میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی لیکن کچھ حکمت عملیاں جنگ کے دوران ہر نئی صورتحال کے مطابق بدلتی رہتی ہیں۔ گوریلے کا بہترین طریقہ کار پھرتی ہے اور انتہائی تیزی سے اپنی پوزیشن کو تبدیل کرنے میں ہی اس کی قوت اور کامیابی پنہاں ہے۔

اس طرح وہ ایک کام کے حلقے یا معرکے کے مقام سے انتہائی تیزی سے غائب ہو جاتا ہے اور یوں وہ اپنا محاذ بدلتا رہتا ہے، گھیرے میں آنے سے خود کو بچاتا ہے اور تب بھی وہ بسا اوقات دشمن کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ گھیرے میں آنا چھاپہ مار کے لیے موت کے مترادف ہے۔ دشمن کو گھیرے میں لینے کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ دشمن ایک چھوٹے چھاپہ مار دستے کو اپنے گھیرے میں لے، لیکن پھر چھاپہ ماروں کی ایک بڑی تعداد انتہائی پھرتی سے الٹا انہی کو گھیرے میں لے یا ایک صورت یہ ہے کہ دشمن کو اپنے ایک مضبوط مصنوعی پوزیشن پر حملہ کرنے کی ترغیب دی جائے، پھر ان پر اچانک حملہ کر کے ان کے پرخچے اڑا دیئے جائیں اور ان کے اسلحے کی ساری سپلائی پر قبضہ کر لیا جائے۔

دشمن کو گھیرے میں لینے کی ایک دوسری صورت بھی ہے جس کا مقصد دشمن کی بڑی تعداد کو تنگ کرنا اور شکست دینا ہوتا ہے۔ وہ صورت یہ ہے کہ چھاپہ مار دشمن کے ایک بڑے ٹولے کو گھیرے میں لیتے ہیں، پانچ پانچ یا چھ چھ چھاپہ مار ہر طرف یوں مقرر کیے جاتے ہیں کہ انکے گھیرے میں آنے کا کوئی امکان نہ رہے پھر ایک طرف سے چھاپہ مار فائر کھول دیتے ہیں۔ دشمن افراتفری میں اسی طرف بڑھتا ہے، پھر ہر طرف سے یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، دشمن خوف کے مارے اسلحہ پھونکتا رہتا ہے اور آخر کار تھک کر حوصلہ ہار بیٹھتا ہے۔ لیکن چھاپہ مار اطمینان کے ساتھ اپنی کارروائی جاری رکھتا ہے، اس ساری کارروائی میں چھاپہ ماروں کے درمیان بصری رابطہ ضروری ہے اس طرح کی کارروائی رات کے وقت ہوسکتی ہے۔ بلکہ یہ کارروائی رات کے وقت دشمن کے اور زیادہ قریب اور شدت کے ساتھ ہوسکتی ہے۔ مجموعی طور پر چھاپہ ماروں کی انقلابی سرگرمیوں کے لیے رات کا وقت زیادہ موضوع ہوتا ہے کیونکہ اندھیرے میں چھاپہ مار غیر مانوس علاقوں یا دشمن کی چوکیوں وغیرہ کے قریب خود کو نسبتاً زیادہ محفوظ محسوس کرتا ہے۔

چھاپہ ماروں کی تعداد چونکہ دشمن کے مقابلے میں کم ہوتی ہے، اس لیے اچانک حملہ کرنا ضروری ہے۔ ان حملوں میں چھاپہ مار دشمن کو شدید جانی نقصان پہنچا سکتے ہیں، یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اگر دشمن اور چھاپہ ماروں کے جانی نقصان میں بہت زیادہ فرق نہ ہو تو تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے چھاپہ مار، دشمن کے ختم ہونے سے قبل خود ہی ختم ہو جائیں گے۔ جنگ کے میدان میں چھاپہ مار کے لیے اسلحہ اور ہتھیار سب سے قیمتی اشیاء ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ چھاپہ مار اپنے کسی مارے جانے والے ساتھی کا سارا اسلحہ اور ہتھیار اٹھانے کے ساتھ ساتھ اس کی لاش کو بھی وہاں نہ چھوڑیں۔ اسی طرح چھاپہ مار کو اسلحے اور ہتھیاروں کے استعمال میں بھی انتہائی احتیاط برتنی چاہیے۔ کسی بھی معرکے میں ایک چھاپہ مار اور عام سپاہی کی واضح شناخت یا پہچان یہ ہے کہ جہاں عام سپاہی دھڑا دھڑ گولیاں چلاتا ہے وہاں ایک چھاپہ مار گولیاں اور بارود ضائع کیے بغیر اپنے دشمن کو نشانہ بناتا ہے۔ ایک مرتبہ ہمارے

ایک چھاپہ مار کو دشمن کی پیشقدمی روکنے کے لیے لگا تار پانچ منٹ تک مشین گن سے فائرنگ کرنی پڑی۔ ہمارے دوسرے چھاپہ مار ساتھیوں کو اس لگا تار فائرنگ سے شدید پریشانی کا شکار ہونا پڑا۔ کیونکہ فائرنگ کا یہ انداز ہمارے فائرنگ سے بالکل مختلف اور نرالا تھا اور اس سے ہمارے دیگر چھاپہ مار ساتھی یہ سمجھے کہ شاید اس چوکی پر دشمن کا قبضہ ہو چکا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا جب موقع محل کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر محتاط فائرنگ کا قاعدہ توڑا گیا۔

چھاپہ مار کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ذاتی صلاحیت اور استعداد اسے ایک عام فوجی سپاہی سے ممتاز کرتی ہے۔ کیونکہ ایک چھاپہ مار اپنی ذات میں لیڈر اور راہنما ہوتا ہے اور موقع محل کی مناسبت سے اپنے طریقہ کار میں نت نئی تبدیلیاں کرتا رہتا ہے۔ اس کے مقابلے میں عام سپاہی پوری فوج کے ضابطوں میں جکڑا ہوا ہوتا ہے اور کسی معرکے کے دوران وہ اپنی انفرادی ذمہ داری کی بنیاد پر طریقہ کار میں تبدیلیاں نہیں کر سکتا۔ چھاپہ مار پر اہم پابندی اور ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ٹھکانے کی حفاظت کے لیے موزوں وقت اور درست حربہ منتخب کرتا ہے۔ مثال کے طور پر جب پیشقدمی کرتے ہوئے دشمن کو دشوار راستوں سے گزرنا پڑتا ہے تو ان کی پیشقدمی کو دو تین چھاپہ مار نہایت آسانی سے روک سکتے ہیں۔ چھاپہ مار کے حملے کا طریقہ بھی مختلف ہوتا ہے۔ یعنی اچانک شدید اور بیباک حملہ، اور اسکے بعد بظاہر خاموشی اور سکون! تا کہ دشمن مطمئن ہو کر بیٹھا رہے اور پھر کسی دوسری سمت سے اسی طرز کا اچانک اور شدید حملہ کیا جائے۔ یہ حملہ جتنا اچانک اور شدید ہو گا اسی قدر کامیاب ہو گا۔

سبوتاژ انقلابی جنگ کا ایک اہم طریقہ ہے لیکن اسے دہشت گردی سے نہیں ملانا چاہیے۔ عام لوگوں کے خلاف دہشت گردی کی کارروائی نہ صرف غلط عمل ہے بلکہ اسکے انتہائی برے نتائج سامنے آتے ہیں۔ لیکن کسی اہم عوام دشمن یا چھاپہ مار دشمن کو مارنا کوئی غلط کام یا عیب نہیں ہے۔ دہشت گردی کے بارے میں ایک دوسری بات پر بھی غور کرنا ضروری ہے اور یہ مسئلہ اچھی خاصے اختلافِ رائے کا باعث ہے کہ دہشت گردی کی وجہ سے ظالم حکومت اکثر سختی شروع کر دیتی ہے اور اسکے نتیجے میں عوامی رابطے کے امکانات اور ذرائع اسی مناسبت سے کم ہو جاتے ہیں۔ ایک لحاظ سے یہ درست بھی ہے لیکن عام طور پر ظالم حکومت کی گرفت عام لوگوں پر اتنی سخت ہوتی ہے کہ انکے لیے ہتھیار استعمال کرنے کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہیں رہتا۔ بہر حال یہ خطرہ محتاط طریقے سے مول لیا جا سکتا ہے۔ یہ بات تو طے ہے کہ سبوتاژ کے طریقے اگر سوچ سمجھ کر اختیار کیے جائیں تو اس سے فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن اس بات کی احتیاط ضروری ہے کہ سبوتاژ کے ذریعے کارخانے وغیرہ تباہ کر کے خواہ مخواہ عوام کو بے روزگاری کی جانب نہ دھکیلا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ کسی کارخانے کو اُڑانے سے سرکاری نظام پر کوئی بھی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن اس کے برعکس اگر کوئی بجلی گھر اُڑایا جائے تو اسکا نتیجہ زیادہ فائدہ مند ہو گا۔

ایئر فورس یا فضائیہ دشمن کی فوج کا مقبول اور کثیر الاستعمال جنگی ذریعہ ہوتا ہے۔ لیکن دور دور تک پھیلے ہوئے پہاڑوں میں چھپے ہوئے چھاپہ ماروں کے خلاف فضائیہ میدانوں میں دن کے وقت منظم جنگ میں زیادہ ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے۔ دشمن کی سب سے بڑی کمزوری بنیادی راستے اور ریلوے نظام ہوتا ہے، تمام راستوں اور ریلوے لائنوں کی حفاظت کرنا دشمن کے لیے ناممکن ہے اور اسی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اہم راستوں اور ریلوے لائنوں کو مختلف جگہوں سے توڑا اور اکھاڑا جا سکتا ہے۔ اس کام کے لیے بارود وغیرہ مختلف ذرائع سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اول تو یہ بارود خریدا جا سکتا ہے یا دشمن کے ان بموں اور گولوں سے نکال کر حاصل کیا جا سکتا ہے جو پھٹ نہ سکے ہوں۔ یا پھر ایسا بارود خود بھی بنایا جا سکتا ہے۔ کیوبا میں

ہم گولہ بارود خود بناتے تھے اور اس گولہ بارود کو سڑکوں کے توڑنے یا دشمن کی اکا دکا فوجی گاڑیوں کو اڑانے اور ان میں سوار دشمن کو تباہ کرنے کے سلسلے میں انتہائی کامیابی سے استعمال کیا جاتا تھا۔ ہوتا یہ تھا کہ ان اہم راستوں پر دشمن پر اس طرح اچانک حملہ کیا جاتا تھا کہ انھیں جوابی کارروائی کا کوئی موقع ہی نہیں مل پاتا تھا۔ اس قسم کے حملوں میں نت نئے طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ الجزائر میں فرانسیسی سامراجی فوجیوں کے خلاف دور سے ہی کنڑول کیے جانے والی سرنگیں استعمال کی جاتی تھیں۔ ان سرنگوں کو دور سے بجلی کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ اہم راستوں کو ناقابل استعمال بنانے کی وجہ سے دشمن کے خلاف چھاپہ مار کارروائیاں کرنے سے اسلحہ اور بارود حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ دشمن کے فوجیوں کی موت کے بعد ان کا اسلحہ اور دیگر سامان اٹھا لیا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ ان حملوں کے بعد دشمن اکا دکا گاڑیوں کی بجائے زیادہ تر قافلے کی شکل میں نقل وحرکت کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ چھاپہ مار اس کا توڑ اس طرح کر سکتے ہیں کہ بھرپور تیاری کے ساتھ موزوں جگہ پر گھات لگا کر اچانک حملہ کریں اور پورے قافلے کو حصوں میں تقسیم کر دیں اور ایک جگہ جم کر لگاتار فائر کریں۔ دشمن کو مزید کمک پہنچنے اور اس کے فرار کے تمام راستوں پر پہرا لگا دیں۔ مقامی آبادی کے ساتھ بھرپور رابطہ قائم کریں تا کہ وہ ان راستوں پر رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ زخمیوں کا خیال رکھیں اور ٹرانسپورٹ کا بندوبست کریں۔ اگر اس مہم میں سمجھداری اور احتیاط سے کام لیا جائے تو چھاپہ ماروں کو بڑا فائدہ ہوگا اور انہیں بہت سا گولہ بارود اور اسلحہ حاصل ہوگا۔

گوریلا جنگ کا ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ مقامی آبادی اور دشمن کے ساتھ گوریلوں کا برتاؤ کیسا ہونا چاہیے؟ چھاپہ ماروں کو غداروں اور دشمن کے ایجنٹوں کے ساتھ کسی بھی صورت میں کوئی رعایت نہیں کرنی چاہیے، لیکن ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا رویہ کرنا چاہیے جن بیچاروں کو دشمن نے چھاپہ ماروں اور انقلابی قوتوں کے خلاف لڑنے پر مجبور کیا ہو۔ اگر چھاپہ ماروں کے پاس اپنا کوئی آزاد اور محفوظ علاقہ نہیں ہے تو پھر دشمن کو قیدی بنانا بے کار ہے۔ ان حالات میں زخمیوں کی مقدور بھر مدد کر کے انھیں چھوڑ دینا چاہیے۔ مقامی آبادی کے ساتھ چھاپہ ماروں کا رویہ احترام بھرا اور عزت والا ہونا چاہیے اور مقامی آبادی کے ذہنوں اور دلوں میں چھاپہ ماروں کو اپنے اعلیٰ اخلاق کی دھاک بٹانی چاہیے۔ مقامی باشندوں میں سے کسی پر اس وقت تک گولی نہیں چلانی چاہیے جب تک ان کے خلاف مکمل تحقیقات نہ ہو چکی ہو اور مجبوراً انھیں گولی مارنے کے سوا اور کوئی صورت نہ رہ گئی ہو۔

موافق علاقے میں جنگ

WARFARE ON FAVORABLE GROUND

جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ گوریلا جنگ ہمیشہ سازگار اور موافق علاقوں میں ہی لڑی جائے۔لیکن سازگار موافق علاقوں اور دشوار علاقوں میں گوریلا جنگ کے اصول ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ چاہے گوریلا جنگ دشوار علاقوں یعنی پہاڑوں اور جنگلات میں لڑی جائے یا ہموار میدانی علاقوں میں، ہر حال میں دشمن سے ٹکرانا اور اس کے قریب رہنا ضروری ہے۔ اگر علاقہ انتہائی دشوار ہو اور دشمن اس علاقے میں نہیں آ سکتا ہو تو پھر چھاپہ ماروں کو ان علاقوں کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے جہاں دشمن کے ساتھ جھڑپیں ممکن ہوں۔ کچھ محفوظ علاقوں میں چھاپہ مار دن یا رات کے وقت دشمن پر آسانی کے ساتھ چھاپہ مار سکتے ہیں۔ ان علاقوں میں چھاپہ ماروں کے پکڑے جانے یا دشمن کی نظر میں آنے کے امکانات کم ہوتے ہیں اور اس طرح چھاپہ مار دشمن کی کثیر تعداد کو زیادہ وقت تک الجھا کر رکھ سکتے ہیں۔ چھاپہ ماروں کو ناکہ بندی پر خاص توجہ دینی چاہیے، لیکن اسے پیش نظر رکھتے ہوئے اسے دشمن پر بے باکی سے حملہ کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ اسے دشمن کے بہت قریب ہو کر حملہ کرنا چاہیے اور دشمن کو بہت زیادہ عرصے تک مصروف رکھنا چاہیے۔ یہ درست ہے کہ ان حملوں کی شدت اور معیار کا تعین، اسلحہ، سپلائی و دیگر مقامی حالات کے مطابق کیا جائے، اس قسم کے حملوں میں بیک وقت کثیر تعداد میں جنگ کے سامان کا ہاتھ آ جانا ایک رکاوٹ بن جاتا ہے۔ لیکن ان علاقوں میں سپلائی اور اسلحے کے ذخیرے، تربیتی مراکز، نئے رضا کار اور پروپیگنڈا کے ادارے قائم کر کے اس دشواری پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ چھاپہ ماروں اور مقامی حامیوں کے درمیان اچھے تعلقات پیدا کرنے سے بھی اس رکاوٹ کو دور کیا جا سکتا ہے۔

چھاپہ مار دستے میں تعداد کا تعین حالات کے مطابق کیا جاتا ہے، ایک دستے کی تعداد کا تعین، حلقے کے کام، رسد کی فراہمی، محکوم عوام کی آزاد علاقوں کی طرف ہجرت اور اسلحے وغیرہ پر ہوتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ زیادہ سے زیادہ چھاپہ ماروں کی تربیت کے پیش نظر عارضی طور پر خاموشی اختیار کی جائے۔ ایک چھاپہ مار دستے کے ایک حلقے کے کام کی وسعت اتنی ہوتی ہے کہ پانچ چھ گھنٹوں کے درمیان کارروائی مکمل ہو سکے۔ یہ وقت اپنے محفوظ علاقے سے رات کے اندھیرے میں روانہ ہونے سے شروع ہوتا ہے۔ اس مختصر وقت کے اندر چھاپہ مار کو دشمن کے خلاف چھاپہ مار کر با حفاظت واپس بھی آنا ہے۔ اس حملے میں چھاپہ مار کے لیے دور تک مار کرنے والے اور کم بارود استعمال کرنے والے ہتھیار کارآمد ہوتے ہیں۔ خودکار یا نیم خودکار ہتھیاروں کا کم ہونا ضروری ہے۔ چھوٹے ہتھیاروں میں M.I سب سے بہتر ہے لیکن اس کا استعمال صرف تجربہ کار چھاپہ مار ہی کر سکتا ہے ورنہ اس ہتھیار کے استعمال سے ضرورت سے زیادہ بارود ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ درمیانے درجے کے ہتھیار جیسے Triped Mounted مشین گن موافق علاقوں میں دشمن سے زیادہ فاصلے پر رہ کر استعمال کر سکتے ہیں، لیکن یہ ہتھیار دشمن پر حملہ کرنے کی بجائے دشمن کو روکنے میں کام آتے ہیں۔

پچیس افراد پر مشتمل چھاپہ مار گروہ کے لیے دس سے پندرہ تک سنگل شاٹ رائفلیں، تقریباً دس خودکار ہتھیار (جیسے بیلجیم کی جدید بنی ہوئی F.A.L چھوٹی گن یا امریکی M-14) کافی ہیں۔

ان علاقوں میں دشوار راستوں، ذرائع آمد و رفت کی کمی اور خوراک کی کمی کی وجہ سے سپلائی کا مسئلہ نہایت اہم صورت اختیار کرتا ہے، اس لیے

ابتدا ہی سے سپلائی کو ذخیرہ کرنے کی اہمیت کا احساس ہونا چاہیے۔ٹرانسپورٹ کے لیے خچروں کو استعمال کرنا پڑتا ہے اور انتہائی دشوار اور پیچیدہ راستوں پر تو خود ہی بار اٹھانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔اس لیے ان دشوار راستوں پر ہر فرد کو ہمیشہ پچیس سے تیس کلو تک لگاتار وزن اٹھانے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ان محفوظ علاقوں سے دور سپلائی اور پناہ کے لیے قابلِ اعتماد ساتھیوں سے تعلق کا سلسلہ قائم رکھنا ضروری ہے۔

چھاپہ ماروں کا فرض ہے کہ اسلحہ اچھی حالت میں رکھیں، گولہ بارود بچائیں، سپلائی کا سامان محفوظ رکھیں اور اپنے لیے اچھے اور پائیدار جوتے حاصل کریں۔اس کے لیے ضروری ہے کہ چھاپہ مار ایسے چھوٹے چھوٹے ورکشاپ قائم کریں جن میں عمدہ اور پائیدار جوتے، گولہ بارود اور اسلحہ وغیرہ تیار ہو سکے۔بارودی سرنگیں چھاپہ مار جنگ میں بڑے کام کی چیز ہے اور سینکڑوں دشمن سپاہیوں کو ان سرنگوں کے ذریعے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔

دشوار ﴿ میدانی ﴾ علاقے میں جنگ

WARFARE ON UNFAVORABLE GROUND

میدانی علاقوں میں چھاپہ مار جنگ کے لیے تمام جنگی اصولوں پر اور بھی زیادہ سختی سے عمل کرنا ضروری ہے۔ میدانی علاقوں میں تیزی اور پھرتی چھاپہ مار جنگ کا اہم ترین اصول ہے۔ چھاپہ مار دشمن پر اچانک موت بنکر ٹوٹ پڑتا ہے اور پھر اسی تیزی سے مخالف سمت میں بھاگ جاتا ہے۔ ایک رات میں چھاپہ مار 30 سے 50 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرسکتا ہے۔ یہ سفر صبح کی روشنی تک جاری رکھا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ یہ علاقہ براہ راست دشمن کی نظروں میں نہ ہو۔ سفر کے اس سلسلے کو تبدیل کیا جاتا رہے ہمیشہ ایک ہی رخ میں چلنے سے دشمن کو نشانہ بنانے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ اس لیے ان علاقوں میں خود کار ہتھیار استعمال کرنے چاہیں۔ شب خون میں ہتھیاروں کے استعمال میں نشانہ بازی کی بجائے دشمن پر قریب سے شدید اور تیز فائرنگ اس کی موت کا باعث بن سکتی ہے۔

میدانی علاقوں میں پُل اڑانا اور راستے ناکارہ کرنا گوریلا جنگ کے اہم حصے ہیں ان علاقوں میں حملوں کی شدت کا اندازہ طویل جھڑپوں سے نہیں بلکہ بار بار کیے گئے شدید اور طوفانی حملوں سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس علاقے میں چھاپہ مار سرگرمیاں کس حد تک کامیاب ہیں۔ فوجی ٹرکوں اور گاڑیوں کے لیے بک شاٹ Buck Shot سے بھری ہوئی شارٹ گن تباہی کا باعث بن سکتی ہے اور یہ صرف چھاپہ ماروں کا طریقہ کار نہیں ہے بلکہ یہ لگاتار اور منظّم جنگ میں بھی اختیار ہوتا رہا ہے۔

اپنی کارروائیوں کو جاری رکھنے کے لیے اسلحے کی مسلسل ترسیل، چھاپہ ماروں کے لیے ہمیشہ نازک مسئلہ بنا رہا ہے۔ چھاپہ مار ایسی صورت میں ترغیب کے باوجود دشمن پر حملہ نہیں کرتا جب اسے یہ خطرہ ہو کہ اس کا تمام اسلحہ ختم ہو جائے گا اور اسے فوری طور پر دوسرا اسلحہ نہیں ملے گا۔ چاہے اس حملے میں اسے دشمن کی تباہی کا پورا یقین ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے گوریلا جنگ میں اسلحہ حاصل کرنے کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔

میدانی علاقے میں گوریلا دستہ دس سے پندرہ افراد پر مشتمل ہونا چاہیے۔ اس مختصر دستے میں باہمی تعاون بھی ہوتا ہے اور بیک وقت ملکر فائر کھولنے سے یہ دستہ ایک پھیلے ہوئے محاذ کا تاثر بھی پیدا کرتا ہے اور پیچھے ہٹتے وقت یا منتشر ہوتے وقت یہ چھوٹا دستہ کسی مصیبت میں بھی مبتلا نہیں ہوتا اور نہ ہی یکجا ہوتے وقت کوئی شک وشبہ پیدا کرتا ہے۔ منتشر ہونا اور تیزی سے حملہ کرنا گوریلا جنگ کا بنیادی اصول ہے۔ اس لیے تیز رفتاری اور پھرتی کو ہمیشہ نظر میں رکھنا چاہیے۔ کسی گوریلا دستے کی رفتار کا اندازہ سب سے کم رفتار والے دستے سے کیا جاسکتا ہے۔ 30,20 یا اس سے زیادہ افراد پر مشتمل گوریلا دستے میں زیادہ تر مماثلت ہوتی ہے۔ میدانی علاقوں میں گوریلا دستوں کو تیز رفتار اور سریع ہونا چاہیے۔ اصل میں ''ضرب لگاؤ اور بھاگ جاؤ'' کا حربہ میدانی علاقوں میں اپنے عروج پر پہنچتا ہے۔ میدانی علاقوں میں چھاپہ مار کے چھپنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے کوئی حفاظت میسر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسی بھی ایسے شخص پر بھروسہ نہیں کرتا جس کی وفاداری کو آزمایا نہ گیا ہو۔ میدانی علاقوں میں دشمن مزدوروں، عورتوں یہاں تک کہ کم سن بچوں پر بھی بدترین تشدد کرتا ہے۔ ان علاقوں میں صرف حوصلہ مند افراد ہی چھاپہ ماروں کے رازدار ہوسکتے ہیں۔ عام لوگ تشدد سہنے کی قوت نہ رکھنے کے باعث راز کھول دیتے ہیں اور اس طرح نقصان دہ نتائج نکلنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

بڑے حملوں کے لیے چھاپہ مار یکجا ہو سکتے ہیں، لیکن حملے کے فوراً بعد انھیں مختلف سمتوں میں منتشر ہو جانا چاہیے۔ مختلف دستوں کو ضم کیے بغیر ہی ایک کمان کے تحت فوری طور پر ایک باقاعدہ فوج کھڑی کی جاسکتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر دستے کی کمان ایک قابل راہنما کو سونپی جائے اور ہر دستے کا قائد ذاتی اور نظریاتی سطح پر زونل کمانڈر کے ساتھ مضبوط رابطہ قائم کرے۔ BAZOOKA نقل وحمل اور استعمال میں بڑی مشکلات پیدا کرنے کا باعث بن سکتا ہے اس لیے اس کو فوجی گاڑیوں اور اسلحے سے بھری ہوئی گاڑیوں کے خلاف موثر طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن ہر فائر درست نشانے پر لگنا چاہیے۔ کیونکہ سفر میں ایک شخص 3 راکٹوں سے زیادہ نہیں اٹھا سکتا۔ اگر کسی جھڑپ میں بھاری اسلحہ ہاتھ آجائے تو اسے استعمال کر لینا چاہیے۔ بھاری مشین گن بھی استعمال کی جاسکتی ہے لیکن رفتار پر اثر انداز ہونے کے خطرے کے پیش نظر اسے استعمال کرنے کے بعد ہمیشہ میدان میں ہی چھوڑ دینا پڑتا ہے۔ لیکن غیر میدانی علاقے میں اس قسم کے اسلحے کو ضائع کرنے کا کوئی جواز نہیں ہوتا ہے۔

میدانی علاقوں میں چھاپہ مار کے لیے خوراک کا مسئلہ اتنا پیچیدہ نہیں ہوتا کیونکہ میدانی علاقے گنجان آباد ہوتے ہیں۔ ان علاقوں میں چھاپہ مار اپنی ضروریات کا سامان، کمبل اور جوتے وغیرہ نہایت آسانی سے قابل اعتماد لوگوں یا دکانوں سے حاصل کر سکتا ہے۔ اور اگر گوریلا دستہ بہت مختصر ہے تو پھر انھیں کہیں نہ کہیں سے کھانا وغیرہ بھی مل سکتا ہے۔ میدانی علاقوں میں زیادہ سے زیادہ گوریلا ساتھیوں تک پیغام پہنچانا بھی نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ لیکن دور کے علاقوں میں گوریلا ساتھیوں تک پیغام پہنچانے میں اتنا ہی زیادہ خطرہ ہوتا ہے اگر یہ پیغام مختلف ''ہاتھوں'' سے گزرتا ہے تو زبانی پیغام کی بجائے خفیہ اشاروں میں لکھا گیا پیغام زیادہ کارآمد رہتا ہے۔ کیونکہ زبانی پیغام یاداشت کے سہارے چلنے کی وجہ سے بعض اوقات مبہم صورت اختیار کر لیتا ہے۔

میدانی علاقوں میں کڑی نگرانی اور دشمن کے چوکنا ہونے کے باعث چھاپہ مار کسی قسم کا کارخانہ قائم نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ جوتے اور بارود وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے خفیہ ورکشاپ قائم کیے جاسکتے ہیں، کارتوس وغیرہ بنائے جاسکتے ہیں، اس قسم کی ضروریات اور امکانات کا تعین مقامی طور پر کیا جا سکتا ہے۔ قابل اعتماد لوگوں کا ورکشاپس کو استعمال کرنے کی گنجائش کو بھی نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔

ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے 2 اہم نتائج سامنے آتے ہیں۔ پہلا یہ کہ شہری زندگی کو جو فضا راس آتی ہے وہ گوریلا جنگ کے لیے موزوں نہیں ہے۔ شہر میں جتنی آسائشیں ہوتی ہیں اتنا ہی چھاپہ مار کی زندگی مشکل اور اس کا کام دشوار ہو جاتا ہے۔ آمدورفت کے بہترین ذرائع مختلف شہری مراکز وغیرہ یہ تمام چیزیں چھاپہ مار کے لیے رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ میدانی علاقوں میں عام غداری کی وجہ سے عوام پر تشدد کا انتہائی بدترین سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اسکے ہمیشہ برے نتائج نکلتے ہیں۔ اس لیے آبادی کو ہم خیال بنانا چاہیے اور غداروں کو فوراً سزا دینی چاہیے۔ کام کے حلقے کے آس پاس کسی غدار یا دشمن کے وجود کو برداشت کرنا انتہائی فاش غلطی ہے۔

جب چھاپہ مار سرگرمیوں کا دائرہ شہروں تک وسیع ہو جائے اور وہاں جاری رہے تو پھر اس حالت میں مخصوص طریقہ ہائے کار استعمال کرنے چاہیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دیہاتوں یا شہروں میں گوریلا دستے خود بخود پیدا نہیں ہوتے بلکہ ان علاقوں میں گوریلا دستے اسی حالت میں پیدا ہوتے ہیں جب ان کے پیدا ہونے کے لیے سازگار حالات پیدا کر لیے گئے ہوں۔ شہر کے گردونواح میں سرگرم چھاپہ مار دستے اپنے عمل میں خودمختار نہیں ہوتے بلکہ دوسرے علاقے میں موجود لیڈر کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ دیہاتوں کے چھاپہ مار دستے یہ فیصلے خود نہیں کرتے کہ وہ بجلی کی تنصیبات کو

اڑائیں یا دشمن کی فوج پر چھاپہ ماریں بلکہ یہ چھاپہ مار دستے طے شدہ پروگرام پر ہی عمل کرتے ہیں۔ اگر ان دستوں کو بجلی کے تار کاٹنے یا ریلوے کے نظام کو درہم برہم کرنے وغیرہ کا کام سونپا جائے تو یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس سونپے گئے کام کو اچھے طریقے سے سرانجام دیں۔ دیہاتوں میں یہ کام سرانجام دینے والا گوریلا دستہ 5 یا چھ افراد پر مشتمل ہونا چاہیے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ شہروں اور دیہاتوں میں کام کرنے والے گوریلا دستوں کو دشوار ترین حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انھیں مخالف ترین ماحول میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھنی پڑتی ہیں۔ ان علاقوں میں گرفتاری کا خطرہ ہمیشہ اس کے سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔ اس ماحول میں گوریلا سرگرمی کے دوران گرفتاری کا خطرہ کسی بھی وقت ممکن ہوتا ہے اس لیے ان سرگرمیوں کے لیے رات کا وقت ہمیشہ موزوں ہوتا ہے۔ ان علاقوں میں گوریلا دستہ اس وقت تک اچھی طرح سے کام نہیں کرسکتا جب تک کہ باہر سے گوریلے اس علاقے کو اپنے گھیرے میں نہ لے لیں۔

شہری چھاپہ ماروں کے لیے تنظیم، ڈسپلن اور احتیاط وغیرہ دیگر علاقوں میں کام کرنے والے چھاپہ ماروں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔ وہ اپنی خوراک کے لیے ایک دو گھروں پر ہی بھروسہ کرسکتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ اگر اسے کسی گھر میں گھیر لیا گیا تو پھر اس کی موت یقینی ہے۔ وہ اس قسم کے ہتھیار استعمال کرتا ہے جو اس کی تیز رفتاری یا بھاگنے میں رکاوٹ نہیں بنتے۔ وہ بنیادی طور پر اکا دکا سپاہیوں پر ہی حملہ کرتا ہے یا حکم کے مطابق ہی توڑ پھوڑ اور نقصان پہنچانے کا کام کرتا ہے۔

سبوتاژ کے لیے اس کے پاس سلاخیں کاٹنے والی آریاں، ڈائنامیٹ، بیلچہ، کدال اور ریل کی پٹریاں توڑنے کا سامنا ہونا چاہیے، ایسا سامان جو آسانی سے چھپایا جاسکے اور جو عین موقع پر دستیاب بھی ہو سکے۔ ان علاقوں میں ایک سے زیادہ گوریلا دستوں کو ایک ہی گوریلا راہنما کی کمان میں کام کرنا چاہیے اور راہنما قابل اعتماد شہریوں کے ذریعے مختلف گوریلا دستوں تک احکامات پہنچاتا رہے۔

بعض حالات میں تو شہر میں ایک ہی چھاپہ مار اپنے پیشے (کام کی نوعیت) کے ساتھ جڑا ہوا رہ سکتا ہے لیکن یہ سلسلہ تا دیر قائم رکھنا مشکل ہے۔ عام طور پر شہر میں چھاپہ مار قانون سے باہر رہ کر بھی فوجی انداز میں انتہائی دشوار حالات میں کام کرتے ہیں۔

شہر یا دیہاتوں میں چھاپہ مار جنگ کی اہمیت پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا گیا ہے۔ دیہاتوں یا شہروں میں وسیع اور کامیاب چھاپہ مار سرگرمیاں شہری نظام کو درہم برہم کرسکتی ہیں۔ جنگ کی ابتدا کے ساتھ ہی دیہاتوں میں چھاپہ مار (گوریلا) تربیت دینے کا انقلابی عمل تیز ہوگا۔ زیادہ جانیں ضائع ہونے سے بچ جائیں گی اور ایک پوری قوم انتہائی تیزی سے آزادی کی منزل سے ہمکنار ہوگی۔

گوریلا دستہ

THE GUERRILLA BAND

گوریلا، عوام کی آزادی کے لیے لڑنے والا سرفروش ہے۔ جب وہ اپنا انقلابی مقصد پرامن طریقے سے حاصل کرنے میں ناکام ہوجاتا ہے تو پھر وہ مسلح بغاوت کی راہ اختیار کرتا ہے۔ وہ ایک جبر واستبداد پر مبنی نظام پر براہ راست اور بھرپور وار کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک نئے نظام کی تعمیر میں حصہ لیتا ہے۔ ہم پہلے ہی یہ بتا چکے ہیں کہ لاطینی امریکا کے پسماندہ اور دیہی علاقوں میں اس طرزِ جنگ کے لیے فضا سازگار ہے۔ ان علاقوں میں زمینی ملکیت کے حق کا مسئلہ عوام کا اہم ترین مسئلہ اور مطالبہ ہے۔ ظاہر ہے کہ گوریلا جنگ کا نعرہ زرعی اصلاحات کا نعرہ ہوگا۔

شروع میں یہ نعرہ گوریلا طرزِ جنگ کی وسعت اور اس کے مقاصد کی تکمیل نہیں کرے گا۔ ابتدائی مرحلے میں گوریلا جنگ کسانوں کی اس خواہش کی ترجمانی کرے گی کہ وہ زمین کے مالک بن جائیں۔ زرعی اصلاحات حاصل کرنے کی نوعیت کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اس ملک میں زرعی تحریک شروع کرتے وقت زرعی نظام کی نوعیت کیا ہے۔

گوریلا چھاپہ مار کو ایک اچھے سرفروش کی حیثیت سے ابھرنے کے لیے بے داغ اخلاقی کردار اور بے مثال ضبط نفس کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اسے ایک مکمل پاکباز انسان ہونا چاہیے۔ ابتدا میں اسے سماجی اصلاحات پر زور دینے کی بجائے کسانوں کے ساتھ سچے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔ اسے کسانوں کے ساتھ زمین کو آباد کرنے، آبادی کے طریقوں، اخلاق، تہذیب، رسموں رواجوں اور روزمرہ کی اقتصادی ضروریات کے بارے میں گفتگو کرنی چاہیے۔ ان سے چوری اور لوٹ مار نہیں کرنی چاہیے۔ خوشحال لوگوں کو بھی پریشان کرنے سے پہلو تہی کرنی چاہیے۔ آخرکار یہ روزمرہ کے مسائل اہمیت اختیار کرتے ہیں اور لوگوں کے لیے فیصلے کی گھڑی آ پہنچتی ہے۔ وہ دوست اور دشمن میں تمیز کرنا سیکھ لیتے ہیں اور کشمکش تیز تر ہو جاتی ہے۔ جدوجہد کے اس مرحلے میں چھاپہ مار منظر عام پر آتا ہے اور عوام کا علم بردار بنکر ابھرتا ہے۔ غداروں کو سختی سے کچلتا ہے اور غریبوں کو ان کی زمینیں واپس دلاتا ہے۔ اگر کوئی سابقہ مالک زمین کی قیمت کا مطالبہ کرے تو اسے تحریری طور پر سند دی جائے۔ اس طرح ایک منصفانہ مقصد کے لیے زمین کے نئے اور پرانے مالک ایک ہی رشتے میں منسلک ہوجاتے ہیں۔ سازگار حالات کو دیکھتے ہوئے وہ کسی بڑی زرخیز زمین کے ٹکڑے کو اجتماعی ملکیت قرار دیتا ہے۔

گوریلا زرعی اصلاحات کے سلسلے میں ایک انقلابی نظریے سے بھی عوام کو آگاہ کرتا رہتا ہے اور اس نظریے کی جیتی جاگتی مثال بن جاتا ہے۔ یہ انقلابی نظریہ اس کے خیالات تجربات اور اس کے منصوبوں کا ایک حسین امتزاج ہوتا ہے۔ وہ لوگوں پر مسلح جدوجہد اور بامقصد زندگی کی عظمت واضح کرتا ہے۔ گوریلا راہنما دیہات کی سختیوں اور شدید محنت سے نہیں گھبراتا۔ وہ زرعی اصلاحات کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے عوام کے ساتھ ملکر اس جدوجہد میں بھرپور حصہ لیتا ہے۔ وہ مسلح جدوجہد کی رہنمائی کرتا ہے اور عوام اس کی پیروی کرتے ہوئے بغاوت میں شریک ہوجاتے ہیں۔ سیاسی شعور کی بیداری کے ساتھ ساتھ یہ بغاوت پھیل کر پوری قوم کے لیے لائحہ عمل بن جاتی ہے۔

ایک گوریلا سپاہی کو اپنے انوکھے طرز جنگ کے لیے مناسب جسمانی، اخلاقی اور ذہنی خصوصیات کا مالک ہونا چاہیے۔ وہ اس علاقے کا باسی ہونا چاہیے

جہاں وہ گوریلا جنگ میں شامل ہوا ہے اس صورت میں وہ اپنے علاقے کے چپے چپے سے واقف ہوگا۔ لوگ اس سے واقف ہونگے اور اپنے ہی علاقے میں لڑنے کی بنیاد پر اسے یہ بھی احساس رہے گا کہ وہ اپنی ہی سرزمین کے لیے برسرِ پیکار ہے۔

گوریلا اکثر سرگرمیاں رات کے وقت جاری رکھتا ہے۔ سب سے پہلے وہ اپنے لیے چھپنے کی جگہ تلاش کرتا ہے۔ پھر وہ ایک باحفاظت راستہ اختیار کرتے ہوئے بجلی بن کر دشمن پر گرتا ہے اور اسے ہلاک کرتا ہے۔ دشمن میں افراتفری اور تباہی مچاتا ہے اور اس کے لیے مسلسل خوف کا باعث بنکر رہ جاتا ہے۔ گوریلا سپاہی ہتھیار ڈالنے والے سپاہیوں کا تمسخر نہیں اڑاتا۔ ہلاک ہونے والے دشمن کی بے حرمتی نہیں کرتا اور ان زخمی ہونے والے دشمن کی مدد بھی کرتا ہے جن کا رویہ تعاون کا ہوتا ہے۔ جب تک گوریلا سپاہی کے پاس کوئی محفوظ جگہ نہ ہو اس وقت تک وہ دشمن کے سپاہیوں کو گرفتار نہ کرے کیونکہ ایک غیر محفوظ جگہ سے فرار ہونے کے بعد دشمن کے یہ سپاہی اپنی فوج کو چھاپہ ماروں کے ٹھکانوں کا پتہ دے سکتے ہیں۔ گوریلا سپاہی صرف انقلاب کے بدترین دشمن کو ہی سزا دیتا ہے اور دیگر دشمن سپاہیوں سے وہ ہتھیار وغیرہ چھین کر ڈانٹ ڈپٹ کر چھوڑ دیتا ہے۔

گوریلا سپاہی کو گھیرے میں آجانے کے بعد ہمیشہ فرار ہو جانا چاہیے کیونکہ ایک تو گھیرے میں آنے کا صاف صاف مطلب موت ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کا دیگر گوریلے ساتھیوں پر نفسیاتی اثر پڑتا ہے۔ "ضرب لگاؤ اور بھاگ جاؤ" کے حربے سے ان کا ایمان اٹھ جاتا ہے لیکن وقت آنے پر گوریلا جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

گوریلا جری اور بہادر ہوتا ہے اور ناموافق حالات اور ماحول میں بھی ہمیشہ پرامید رہتا ہے۔ وہ ایک اچھے اور اعلیٰ ذہن کا مالک ہوتا ہے اور حالات کے مطابق خود کو ڈھال کر نت نئی تدابیر اختیار کرنے کی بھرپور اہلیت اور صلاحیت رکھتا ہے۔

گوریلا اپنے کسی زخمی ساتھی کو دشمن کے رحم وکرم پر چھوڑ کر خود کبھی راہِ فرار اختیار نہیں کرتا بلکہ خطرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ ہمیشہ اپنے زخمی ساتھی کو کسی محفوظ جگہ پر پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

گوریلا سپاہی ہمیشہ رازداری سے کام لیتا ہے اور اگر مصلحت کی ضرورت ہو تو وہ بہت سے امور اپنے ساتھی گوریلوں سے بھی چھپا کر رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دشمن ہمیشہ گوریلا دستوں میں جاسوس چھوڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

گوریلا جسمانی طور پر مضبوط ہوتا ہے۔ اس میں نہ صرف حد سے زیادہ بھوک پیاس، غیر موزوں لباس اور خطرات کو برداشت کرنے کی ہمت اور صلاحیت ہوتی ہے بلکہ وہ بیماری اور زخموں کو بھی بغیر کسی طبی امداد کے سہنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کیونکہ لڑائی کے علاقے سے باہر نکلنے کی صورت میں گرفتاری اور موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔

یہ تمام خصوصیات صرف ان لوگوں میں ہوسکتی ہیں جو جسمانی طور پر فولاد کی مانند مضبوط ہوں اور ان میں بیماریوں اور فاقہ کشی کا مقابلہ کرنے کی ہمت ہو۔ گوریلوں میں ایک چوکنے جانور کی زندگی بسر کرنے کی اہلیت ہونی چاہیے اور ان پر یہ لازم ہے کہ وہ اس سرزمین کا اٹوٹ انگ بن جائیں جہاں وہ مصروفِ جہد ہیں۔

یہاں ہمیں خود سے بھی یہ سوال کرنا لازم ہے کہ کیا گوریلا فوج کا اپنا مخصوص سماجی نظام ہونا چاہیے؟ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ ان کے سماجی ڈھانچے کو وہاں کے علاقائی معاشرت کا ہی عکس ہونا چاہیے جہاں یہ گوریلا فوج مصروف عمل ہے یا با الفاظ دیگر یوں کہنا چاہیے کہ ان میں کسانوں پر مشتمل ایک

وفاق ہونا چاہیے۔ ہر چند کہ زیادہ تر کسان بہترین سپاہی بن سکتے ہیں لیکن ایسا ہونے کے باوجود بھی آبادی کے دیگر حصوں کو اس عظیم مقصد کے لیے جنگ میں شریک کرنا چاہیے کیونکہ جنگ میں انفرادی فرق نہیں ہوتا۔ اس فرق کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

کس عمر کا گوریلا سب سے زیادہ بہتر ہے؟ یہ ہر شخص کے ذاتی پس منظر پر منحصر ہے۔ اگر گوریلا دستوں میں عمر کی کوئی خاص قید نہیں رکھی جائے تو پھر 16 سے 40 سال تک کی عمر مناسب ہے۔ مگر 25 سال سے 35 تک کے اشخاص موزوں ترین ہیں۔ کیوبا کی جنگ آزادی کے ایک ہیرو ''میجر کرسنشو پیرز'' 65 سال کی عمر میں ہمارے دستوں میں شامل ہوئے اور ان کا شمار ہمارے بہترین لڑاکا سپاہیوں میں ہوتا تھا۔ میرے خیال میں 16 سال سے کم عمر کے لوگوں کو لڑائی میں حصہ لینے سے دور رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ نوجوان جو تا حال بچے ہی ہوتے ہیں اور درپیش مشکلات اور تکالیف کو برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے اور نہ ہی یہ مستقل مزاج ہوتے ہیں۔ ان کے برعکس بڑی عمر کے لوگ جو اپنا گھر بار، بچے اور ساری دنیا کو خیر باد کہہ کر اس جدوجہد میں حصہ لینے کے لیے خود کو پیش کرتے ہیں وہ کسی زبردست احساس ذمہ داری کے تحت ہی ایسا کرتے ہیں۔

یہ درست ہے کہ بچوں میں سے بھی کچھ نے غیر معمولی ہمت اور بہادری کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا ہے۔ لیکن ایسے بچوں کے ساتھ ساتھ بہت سے بچے ایسے بھی تھے جن کی وجہ سے انقلابیوں کو متعدد لڑائیوں میں بھاری نقصان برداشت کرنا پڑا۔

گوریلا سپاہی کسی کچھوے کی مانند ہمیشہ اپنا گھر اپنی کمر پر رکھتا ہے۔ اس لیے اس کے تھیلے میں ہر قسم کی ضروری اشیاء تھوڑی تھوڑی مقدار میں موجود ہوتی ہیں۔ گوریلا یہ تمام اشیاء ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے تاکہ یہ ضائع یا گم نہ ہو جائیں۔ اسی طرح اس کے ہتھیار بھی ویسے ہی ہوتے ہیں جنھیں اُٹھا کر وہ آسانی سے نقل و حرکت کر سکے۔ جنگ کے دوران زیادہ اشیاء اور بالخصوص اسلحے کی فراہمی بہت مشکل ہوتی ہے اس لیے ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے ہتھیاروں کو گم ہونے سے بچائیں، باقاعدگی سے ان کا معائنہ کریں، اپنی رائفل کو صاف رکھیں۔ اسے باقاعدہ تیل دیں اور نالی کو صاف اور چمکدار رکھیں۔ ہر گوریلا دستے کے سربراہ کو چاہیے کہ جو اس کی ہدایات پر عمل نہ کرے اس کو سزا دی جائے۔

جو لوگ اس طرح دنیا کو خیر باد کہہ کر اس جدوجہد میں حصہ لیتے ہیں لازم طور پر ان کا ایک نصب العین اور مقصد ہونا چاہیے، جو سادہ اور قابل فہم ہو اور اس قابل ہو کہ اس کے لیے جان قربان کی جا سکے۔ زمین پر کام کرنے والے مزدوروں اور کسانوں کو جو مقصد ابھارتا ہے وہ ذاتی زمین حاصل کرنے اور منصفانہ سماجی انصاف کی توقع پر مشتمل ہوتا ہے۔ کارخانوں میں کام کرنے والے محنت کشوں کا نصب العین ملازمت حاصل کرنا، مناسب معاوضہ اور سماجی انصاف ہوتا ہے۔ طالبعلموں اور پیشہ ورانہ صلاحیت رکھنے والے افراد کے لیے یہ نصب العین غیر معمولی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آزادی کا حصول۔

میدان جنگ کی زندگی انتہائی سخت اور دشوار ہوتی ہے ایک گوریلے کا زیادہ تر وقت پیدل سفر میں گزرتا ہے۔ جہاں ممکن ہوتا ہے وہ کچھ کھا پی لیتا ہے بعض اوقات اسے پیٹ بھر کر کھانا کھانے کا موقع مل جاتا ہے اور کبھی کبھار تو اسے دو تین دن تک فاقہ کشی بھی کرنی پڑتی ہے لیکن اس دوران دیگر باقاعدہ کاموں میں کوئی بھی کمی نہیں آنی چاہیے۔ گوریلا کھلے آسمان تلے زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ ایک چھوٹے سے خیمے میں سوتا ہے، اس کی اہم ترین اشیاء جن میں اسکا تھیلا، رائفل اور دیگر اسلحہ ہوتا ہے جو بارش سے بچنے کے لیے نیلون میں بندھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اس جانور کی مانند دوڑتا ہی رہتا ہے جس کے پیچھے شکاری کتے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ اس مشکل سفر میں گرم اور سرد موسم کی صعوبتیں جھیلتا ہے۔ پسینہ نکلتا ہے تو خود ہی سوکھ جاتا ہے۔ ایک

گوریلے کے پاس ذاتی اور جسمانی صفائی کے لیے کوئی وقت نہیں ہوتا، کیوبا کی جنگ آزادی میں ہم نے جانوروں جیسی زندگی بسر کی ہے، جسموں سے بے حد باس آتی تھی، اتنی باس کہ ہر شخص کے سونے کا تھیلا بھی اس کی الگ جسمانی بو کے ذریعے با آسانی پہچانا جا سکتا تھا۔

حفاظتی تدابیر اور اقدامات کی اہمیت سب چیزوں سے مقدم ہے۔ گوریلے کو اپنے قدموں کے نشانات پیچھے نہیں چھوڑنے چاہیں اور پڑاؤ کو جلد سے جلد تبدیل کیا جائے۔ گوریلا جلد ہی ایسے گُر سیکھ لیتا ہے جس سے کام لیتے ہوئے وہ وہ اپنی خوراک کو زیادہ لذیز، مزیدار اور جلد تیار کر لینے کے قابل ہو جاتا ہے، وہ نرم اور لذیز پتوں، جڑوں، مختلف اجناس اور بعض اوقات ہاتھ آجانے والے گوشت پر زندہ رہتا ہے۔

اس کھٹن، دشوار اور بے رنگ زندگی میں لڑائی کا ہنگامہ اسے پسند آنے لگتا ہے جو گوریلے کو تر وتازہ کر دیتا ہے۔ حملہ موزوں وقت دیکھ کر اس وقت کیا جائے جب دشمن کا اجتماع کمزور اور جنگی نوعیت کے لحاظ سے اس قابل ہو کہ اس کا مکمل طور پر صفایا کیا جا سکے یا اگر دشمن کا کوئی دستہ گوریلوں کے علاقے میں داخل ہو جائے تو ان دونوں صورتوں میں گوریلوں کا طرز عمل الگ الگ ہوتا ہے۔

اگر دشمن مورچہ بندی کر لے اور اس کے ہتھیار بھی بہتر ہوں تو پھر گھیراؤ کرنے کے باوجود بھی اس کو ختم کر دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس حالت میں گوریلوں کی زیادہ سے زیادہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ دشمن کے زیادہ سے زیادہ حفاظتی دستوں کو اپنا نشانہ بنائیں۔ حفاظتی دستے اگر سفر میں مصروف ہوں تو آس پاس کے ماحول سے ناواقفیت، متوقع حملے اور بچاؤ کے قدرتی ذرائع کی عدم موجودگی کے باعث انھیں آسانی سے شکست دی جا سکتی ہے۔ ان پر 2 یا 3 مقامات سے بیک وقت غیر متوقع حملہ زیادہ تر کامیاب رہتا ہے۔ لیکن اگر بالفرض حفاظتی دستہ مکمل تباہی سے بچ بھی جائے تو پھر بھی وہ واپس ہوتے ہوئے حملہ آوروں کا پیچھا نہیں کر سکتا۔

اگر دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے تو پھر گوریلا زیادہ تر اگلے دستے پر حملہ کرتا ہے۔ جنگ کے اس طریقے سے اگر کوئی اہم جھڑپ جیتی نہ بھی جا سکے تب بھی دشمن کے پچھلے دستے جب بار بار اپنے زخمی ساتھیوں کو اسٹریچر پر لیجاتے ہوئے دیکھیں گے تو وہ ہمت ہار جائیں گے اور اس طرح دشمن کی کارکردگی پر برا اثر پڑے گا۔

جس آسانی سے گوریلا اپنا فرض پورا کرتا ہے یا اپنے آپ کو حالات کے مطابق ڈھالتا ہے ان سب کا انحصار اس کے ساز وسامان پر ہے۔ کیوبا میں ہمارے ضروری سامان میں چھوٹا خیمہ، بارش سے بچنے کے لیے نیلون کا کپڑا، کمبل، ایک جیکٹ، ایک پتلون، ایک شرٹ، جوتے، کینوس کا تھیلا اور خوراک میں مکھن یا تیل، کچھ ڈبہ بند غذائیں، سوکھی ہوئی مچھلی، خشک دودھ، چینی اور نمک شامل ہوتا تھا۔ رات کو کچھ دیر کے لیے آرام ضروری تھا اور کمبل کے بغیر گزارہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ پہاڑوں میں رات کو اچھی خاصی سردی ہوتی ہے۔ لباس میں دورانِ کام پہننے والی عام شرٹ، پتلون اور جوتے ہوتے تھے۔ جوتے لباس کا اہم حصہ ہیں اور یہ اچھے خاصے پائیدار اور مضبوط ہونے چاہیں۔ اگر ممکن ہو تو ہر گوریلے کے پاس جوتوں کا ایک اضافی جوڑا ہونا چاہیے۔ ان میں جو دیگر ضروری اشیاء تھیں، ان میں کھانے کے لیے پلیٹ، چمچہ، ایک چاقو، رائفل کا تیل، اس کو صاف کرنے والی سلاخ اور کپڑا، گولیاں لٹکانے والی ایک اچھی پیٹی، جس سے گولیاں گر نہ سکیں، کچھ ادویات، تمباکو، ماچس اور صابن شامل تھا۔ قطب نما، نیلون کا کچھ فالتو برساتی کپڑا اور کچھ دیگر اشیاء مثال کے طور پر نیلون، چڈی، تولیہ، دانت صاف کرنے کا برش اور پاوڈر، چند کتابیں (مثال کے طور پر کسی سورما کی سوانح عمری، تاریخ یا معاشرتی جغرافیائی موضاعات پر کچھ کتابیں) بیلچہ، پیٹرول کی بوتل جس سے گیلی لکڑیوں کو جلایا جا سکے، ایک نوٹ بک، قلم یا پنسل، رسی اور سوئی

دھاگے جیسی اشیاءزیادہ مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔

جو گوریلا یہ اشیاء اپنے ساتھ رکھتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے کندھوں پر پورا گھر لیکر سفر کرتا ہے۔ یہ سارا سامان کچھ وزنی ہوگا لیکن جدوجہد کے کٹھن اور کڑے عرصے میں یہ چھاپہ مار کو زندگی کی کچھ آسائشیں ضرور مہیا کرے گا۔

گوریلا دستے کی تنظیم

ORGANIZATION OF A GUERRILLA BAND

گوریلا دستے کا نظام کوئی مقرر شدہ یا جامد نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ حالات اور ضروریات کے مطابق تشکیل دیا جاتا ہے۔ ہمارے کیوبا کے بنیادی یونٹ میں آٹھ سے بارہ افراد کا جتھہ ہوتا تھا۔ جس کا سربراہ ایک لیفٹیننٹ ہوتا تھا۔ ایک پلٹن زیادہ تر 6 افراد پر مشتمل ہوتی تھی اور 4 پلٹن کا ایک کالم ہوتا تھا۔ ہر پلٹن میں 30 یا 40 افراد ہوتے تھے جو ایک کپتان کے ماتحت ہوتے تھے۔ ہر کالم میں سو یا ڈیڑھ سو افراد ہوتے تھے جن کا سربراہ میجر کہلاتا تھا اور کسی کو کارپول یا سارجنٹ کہہ کر نہیں پکارا جاتا تھا کیونکہ یہ عہدے آمرانہ دور کی یادگار تھے۔ ہر پلٹن اور جتھے کا ایک متبادل سربراہ مقرر کیا جاتا تھا جو اصل سربراہ کی موت کی صورت میں اس کی جگہ لے لیتا تھا۔

اب چند عام حصوں کی سربراہی کی پالیسیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ خوراک حصے کے مطابق اور ایک جتنی تقسیم ہوتی تھی۔ یہ انتہائی اہم مد ہے کیونکہ خوراک کی تقسیم نہ صرف یہ کہ روزانہ کا باقاعدہ معمول ہے بلکہ سپاہی خواہ مخواہ بے انصافیوں اور افسران کی غیر منصفانہ پسند اور ناپسند کے معاملے میں انتہائی حساس ہوتے ہیں۔ لباس کی تقسیم ضرورت، عہدے اور انفرادی قابلیت کے مطابق کی جاتی تھی۔ مٹھائی اور تمبا کو تقسیم کیا جاتا تھا اور زیادہ تر ان افراد کو دیا جاتا تھا جو اضافی ڈیوٹی سرانجام دیتے تھے۔ اس سلسلے میں تقسیم کے کام کے لیے خاص طور پر ڈیوٹیاں مقرر کی جاتی تھیں۔ تقسیم کنندہ زیادہ تر ہیڈ کوارٹر سے تعلق رکھنے والے افراد ہوتے تھے۔ مختلف افراد، جتھوں اور پلٹن کے درمیان عمل کے تعلق کا اہم فرض ہیڈ کوارٹر کے ذمے ہوتا تھا اس کام کے لیے بہترین ذہنی صلاحیتیں رکھنے والے افسران کا انتخاب لازم تھا۔ ہیڈ کوارٹر کے سپاہی انتہائی فرض شناس اور قربانی کے جذبات سے معمور ہونے چاہیں لیکن خوراک وغیرہ کے بارے میں انکے ساتھ کوئی بھی خصوصی سلوک رکھنا جائز نہیں ہے۔

سارے دستے کا مسلح ہونے کی صورت میں جتھے کا دیگر اٹھائے جانے والا سامان سب میں برابر تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ دوسری صورت میں غیر مسلح گوریلے یہ سامان لیکر چلتے تھے۔ پڑاؤ کے لیے کھلے میدان میں کوئی گھنی، بلند جگہ منتخب کی جاتی تھی جہاں سے اردگرد کے علاقے کی نگرانی ممکن ہوتی اور جہاں رات کے وقت دشمن کا پہنچنا مشکل ہوتا۔ حفاظتی اقدامات کو ہمیشہ بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی تھی اور طویل عرصے تک رہنے کے دوران مارٹر گولوں سے بچنے کے لیے مورچے بنائے جاتے اور پھر بچاؤ کے لیے بھی حفاظتی اقدامات کیے جاتے تھے۔ پڑاؤ کا نظم ونسق ایک کمیٹی کے حوالے ہوتا تھا جو قابلیت اور تجربے کے اعتبار سے بہترین گوریلوں اور انقلابیوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ نظم ونسق کے لیے تشکیل دیئے گئے قواعد کی پابندی لازم تھی۔ سپاہیوں کے سونے اور جاگنے کا وقت مقرر تھا۔ انھیں کھیل کود میں وقت ضائع کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ الکحل اور شراب کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور کسی ایسی جگہ پر تو آگ جلانے کی اجازت بھی نہیں تھی جہاں دشمن کو گوریوں کی موجودگی کا احساس ہو سکے۔

سفر کے دوران مکمل خاموشی اختیار کی جائے۔ احکامات ہاتھوں کے اشاروں یا سرگوشیوں میں دیئے جائیں، چند افراد گوریلا دستے سے سو یا دو سو کلومیٹر آگے رہیں، دائیں اور بائیں جانب جاسوس پھیلا دیئے جائیں جو آس پاس کا مشاہدہ کرتے رہیں اور پچھلے حصے کے افراد دستے کے پیچھے رہ کر ایسے نشانات مٹاتے آئیں جن کے ذریعے یہ معلوم ہونے کا امکان ہو کہ یہاں سے کوئی گوریلا دستہ گزرا ہے۔ رات کو سفر کے دوران کسی بھی قسم کی روشنی کی اجازت نہیں ہوتی۔ رات کے وقت روشنی گوریلا دستوں کی سب سے بڑی دشمن ہے۔

حملہ کرنے سے پیشتر کچھ افراد روانہ کریں جو ماحول، حالات اور جگہ کا اچھی طرح جائزہ لیں۔ اگر مورچہ بند دشمن پر اس خیال سے حملہ کرنا مقصود ہو کہ باہر سے آنے والی کمک کو دام میں پھنسا کر تباہ کر دیا جائے تو اس حالت میں اپنے کمانڈر کو جنگ کے دوران پیش آنے والے تمام حالات اور تبدیلیوں سے ہمیشہ آگاہ کرتے رہیں تاکہ کہیں گوریلا دستہ باہر سے آنے والی کمک کے گھیرے میں نہ آجائے۔ اگر ذرا سی ہمت سے کام لیا جائے تو رات کے وقت دوبارہ حملہ کر کے اس مورچہ بند دشمن کو آسانی سے تباہ کیا جاسکتا ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ گوریلا سپاہی پیش قدمی کے ساتھ ساتھ مورچہ بند ہوتے جائیں اور دشمن کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ گھیرے کو توڑ کر نکلنے کی کوشش کریں۔ اس سلسلے میں پیٹرول سے بھری ہوئی بوتلیں مفید ثابت ہو سکتی ہیں اور اگر فاصلہ زیادہ ہو تو پھر M 16 استعمال کرنی چاہیے۔ یہ شاٹ گن سے تیار کیا گیا ہمارا اپنا خاص حربہ ہے۔ کیوبا میں اس کی گولی کے سرے پر لمبی لکڑی لگا کر اس کے اگلے حصے پر پیٹرول سے بھری ہوئی نلکی اٹکائی جاتی تھی۔ دو مضبوط کناروں کا اسٹینڈ بنایا جاتا تھا اور اس طرح معمولی سی مشق کرنے کے بعد سو میٹر کے فاصلے پر ہم بالکل درست نشانہ لگا سکتے تھے۔ دشمن کے مورچے میں آگ لگانے کے لیے یہ ایک بہترین حربہ ہے اور یہ حربہ ٹینکوں کے خلاف بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ دشمن کو شکست دینے کے بعد گوریلا دستہ اپنا سامان اکٹھا کرے اور معمول کے مطابق اپنی سرگرمیاں جاری رکھے۔

سفر بالخصوص مستقل لگاتار سفر کے دوران مساوات اور بھائی چارے کے ساتھ ساتھ آپس میں مسابقت کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ باہمی مقابلے کو صحت مندانہ سرگرمیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ اس کام کے لیے گوریلا سپاہیوں کو ان کے نصب العین اعلیٰ، سماجی انقلابی مقاصد اور ذمہ داریوں کا احساس دلانا چاہیے۔ دستے کے سربراہ کو چاہیے کہ وہ اپنے بلند کردار کے ساتھ ساتھ قربانی و ایثار کے جذبے، بہادری و شجاعت، لیاقت و صلاحیت اور دوسروں کے لیے مصیبت جھیلنے کی اعلیٰ مثال قائم کرے۔

علاقے کی عام آبادی کو آسانی سے متاثر کیا جاسکتا ہے۔ ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے گوریلا راہنما انھیں اپنی تکالیف، دکھوں اور اپنے نصب العین سے آگاہ کرتا رہے اور گوریلا سپاہی عام آبادی کے ساتھ اپنے برتاؤ اور سلوک میں احتیاط سے کام لیں۔ گوریلا سپاہیوں کو چاہیے کہ وہ عوام سے غذا وغیرہ یا کوئی دوسرا کام لیتے وقت خوش اخلاقی سے پیش آئیں اور اچھے سلوک کا مظاہرہ کریں۔

چھاپہ مار کے نظم و نسق، جنگی مہارت اور عزم و ہمت کا کڑا امتحان اس وقت ہوتا ہے جب گوریلا دستہ دشمن کے گھیرے میں پھنس جاتا ہے۔ کیوبا کی آزادی کی جنگ میں گوریلا سپاہیوں کے گھیرے میں آنے کے خوف کو ہم ''گھیرے کا خوف'' کہتے تھے۔ جبکہ حکومت اپنی تمام فوجی مہمات کو ''گھیرا اور گوریلوں کی مکمل تباہی'' کے نام سے پکارتی تھی۔ لیکن ایک تربیت یافتہ اور اپنے نصب العین اور طریقہ کار پر پختہ یقین رکھنے والی گوریلا فوج کے سپاہی ان حالات میں بھی کبھی پریشان نہیں ہوئے اور اس سے خوفزدہ ہونا بھی نہیں چاہیے۔ مورچے بنا کر دشمن کے وقتی حملے سے بچاؤ کیا جائے اور اندھیرے کا انتظار کیا جائے۔ کیونکہ رات کی تاریکی گوریلوں کی دوست اور مددگار ہے۔ اندھیرا ہونے سے قبل فرار اور بچاؤ کے بہترین راستے دیکھے اور منتخب کیے جائیں اور رات کے وقت چُپ چاپ، رازداری اور احتیاط سے باہر نکلنے کی کوشش کریں۔ دشمن کے لیے آپ کو روکنا بے حد مشکل ہوگا۔

جنگ

THE COMBAT

جنگ گوریلا زندگی کا نقطۂ عروج ہے۔ ہر ایک جھڑپ خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی اور مختصر کیوں نہ ہو وہ گوریلا سپاہی کے لیے ایک عمیق جذباتی تجربہ رکھتی ہے۔ حملے کا مقصد ہمیشہ فتح ہونا چاہیے۔ گوریلا معرکے کے پہلے مرحلے میں جب جنگ کا میدان ہموار اور قاعدے کے مطابق نہیں ہوتا تو دشمن کے دستے باغی علاقے میں کافی اندر تک چلے آتے ہیں۔ اس سلسلے میں دشمن کے ہراول دستے پر گھات لگا کر شکاری کی طرح حملہ کرنا اور انکے ہتھیار، گولہ بارود اور دیگر ساز وسامان پر قبضہ کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اس دوران دشمن کی باقی یعنی اصل فوج کو وقتی طور پر مصروف رکھتے ہوئے بے بس کر دیں۔ اگر گوریلا فوج کی پوزیشن اچھی خاصی مضبوط ہے تو پھر پیش قدمی کرتے ہوئے ساری فوج کو گھیرے میں لیا جا سکتا ہے۔ اس کی خاطر تواضع کرنے کے بعد اگر پیش قدمی کرتے دشمن کے سامنے آپ کی فوج کے مورچے مضبوط قائم ہیں تو پھر دشمن پر عقب سے حملہ کریں۔ اگر علاقہ موزوں ہے تو پھر اس طریقہ کار سے کام لیتے ہوئے خود سے آٹھ گنا یا دس گنا بڑی اور بہترین فوج کو بھی تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر حالات موزوں اور مناسب نہیں ہیں تو پھر "ضرب لگاؤ اور بھاگ جاؤ" کے اصول پر عمل کریں۔ اس طرح اگر آپ دشمن کے ساز وسامان پر قبضہ نہیں کر سکیں گے لیکن اس کے باوجود آپ اسے اتنا کمزور کر دیں گے کہ پھر دوبارہ کسی مناسب حملے میں اس کا خاتمہ ممکن ہوگا۔

کسی باقاعدہ فوج یا اس کی پوزیشن پر حملہ کرتے وقت اس کی اگلی چوکیوں کو منتخب کریں اور رات کے وقت ان پر غیر متوقع اور اچانک حملہ کریں۔ دل لگا کر لڑیں اور اپنے فرار اور کمک کے راستوں کی حفاظت کریں۔

دشمن کے اسلحے اور حربی سامان میں توپیں، مارٹر، ہوائی جہاز اور ٹینک شامل ہوتے ہیں۔ نامناسب اور غیر ہموار علاقے میں ٹینک آزادی سے نقل و حرکت نہیں کر سکتے اس لیے یہ زیادہ خطرناک ثابت نہیں ہوتے ہیں۔ بارودی سرنگیں اور پوشیدہ گہرے گڑھے ان ٹینکوں کے خلاف بہترین ہتھیار ہیں۔ دست بدست لڑائی میں پیٹرول سے بھری ہوئی بوتلیں جنھیں ہم مذاق میں ''مولوٹوف کی شراب'' کہتے تھے بہترین ہتھیار ہے۔ (ہم اوپر گولی پھینکنے والی بندوق کا ذکر کر چکے ہیں، جوان حالات میں بہترین ہتھیار ہے۔ لیکن گوریلا جنگ کے ابتدائی دور میں اس کا استعمال کچھ دشوار ہے) توپ خانے یا مارٹر سے گولہ باری ان دشمنوں کے خلاف پہلا حربہ ہے جنھیں گھیرے کی صورت میں ایک مقام پر اکٹھے کر لیا گیا ہو۔ لیکن وہ دشمن سپاہی جو گھیرے سے باہر نکل کر تتر بتر ہو گئے ہوں یا زیر زمین پناہ گاہوں میں بیٹھے ہوئے ہوں ان کے خلاف یہ حربہ موثر نہیں ہے۔ طاقتور بموں اور نیپام بموں کے باوجود ہوائی جہاز گوریلا فوج کے لیے زیادہ خطرناک نہیں کیونکہ گوریلے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم ہو کر ادھر ادھر ہو جاتے ہیں اور وہ دشمن کے زیادہ قریب اپنے مورچوں میں ہوتے ہیں۔

دور سے کنٹرول کی جانے والی بارودی سرنگیں زیادہ کارگر ہو سکتی ہیں لیکن ان کا بنانا اور تیار کرنا انتہائی پیشہ ورانہ فنی مہارت کا کام ہے جو کہ گوریلوں کو زیادہ تر دستیاب نہیں ہوتا۔ دیا سلائی سے بھڑک اٹھنے والی بارودی سرنگیں، فیوز والے بم اور بجلی سے پھٹنے والی سرنگیں بہت زیادہ کارآمد ہیں۔ خاص طور پر پہاڑی علاقے میں جہاں دشمن آسانی سے اس کا سراغ نہیں لگا سکتا۔ ٹینکوں کو روکنے والے ایسے دیگر حربے دشمن کی فوج کے خلاف انتہائی مفید ہیں بالخصوص ان ہتھیاروں کے لیے جن کی نقل وحرکت ٹرکوں اور جیپوں کی محتاج ہوں جبکہ یہ گاڑیاں رات کے وقت استعمال ہوتی ہوں۔

دشمن اپنی نقل وحرکت کے لیے زیادہ تر کھلے ٹرک نہیں استعمال کرتا ہے، جن کے آگے مسلح (آرمڈ) گاڑیاں چلتی ہیں۔اس انداز سے سفر کرنے والے دشمن کی پوری پلٹن کوگھیرے میں لیکراچھی طرح برباد کیا جاسکتا ہے۔

اگر میسر ہوں تو دستی بم اور دور مار کہ شاٹ گن کے بک شاٹ Buck Shot چلائے جائیں جو اس مقصد کے لیے بے مثال ہیں۔کامیاب حملے کے بعد گوریلا فوج کو دشمن کا ساز وسامان سمیٹ کرفوراًفرار ہوجانا چاہیے۔

مدافعتی جنگ یا دشمن کا راستہ روکنے کے لیے ان کو غیر متوقع حملوں سے اتنا پریشان کیا جائے کہ انکو آپکے حفاظتی اقدامات اور دفاعی لائن کے اصل مقام کا علم ہی نہ ہوسکے اور نہ ہی وہ یہ جان سکے کہ ان پر کب حملہ شروع ہوگا۔چونکہ علاقے کے کسان راز خفیہ نہیں رکھ سکتے اور یہ فوج سے خوفزدہ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں سے کوئی دشمن کو آگاہ کرسکتا ہے۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ رات کے وقت کام کیا جائے اور انتہائی قابل اعتماد اور وفادار ساتھیوں کے سوا کسی بھی دوسرے شخص پر بھروسہ نہیں کیا جائے۔خوراک کا اچھا خاصا ذخیرہ آپ کے پاس ہونا چاہیے جو کافی دنوں تک چل سکے۔جس جگہ پر حملہ کرنا ہو وہ گوریلا پڑاؤ سے کم سے کم ایک دن کی مسافت پر ہونا چاہیے۔کیونکہ دوسری صورت میں دشمن کو آپ کے پڑاؤ کے بارے میں معلوم ہو جائے گا۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ دشمن کی فائرنگ سے ہی اس کے بارے میں بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، بھاری اسلحے سے لیس دشمن سپاہی فطری طور پر بے تحاشا اور اکثر وپیشتر بغیر کسی نشانے کے فائرنگ کرتے ہیں، جبکہ گوریلا فوج اسلحے کی کمی کے باعث ایک بھی گولی خطا اور غیر ضروری طور پر نہیں چلاتی۔ لیکن اس کے برعکس یہ بھی بے وقوفی ہوگی کہ گھیرے میں پھنسے ہوئے یا دام میں آئے ہوئے دشمن کو صرف بارود بچانے کے چکر میں چھوڑ دیا جائے یا اسے نکلنے کا موقع فراہم کیا جائے۔یہ فیصلہ پہلے ہی کر لینا چاہیے کہ اس قسم کے حالات میں کس قدر گولہ بارود ایک مکمل ضابطے اور پابندی کے تحت خرچ کرنا ہے۔

کوئی بھی اچھا گوریلا کبھی بھی اپنے جتھے کی منظم اور باقاعدہ پسپائی سے غفلت نہیں برت سکتا۔پسپائی مناسب وقت اور مدت میں انتہائی سرعت سے اختیار کرنی چاہیے اور تمام زخمیوں سمیت سارا ساز وسامان اور گولہ بارود وغیرہ ساتھ واپس لیجانا چاہیے۔پسپائی اختیار کرتے وقت گوریلا فوج پر کسی متوقع حملے یا دشمن کی طرف سے گھیرے میں لیے جانے کے امکان کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔اس لیے واپسی کے راستوں اور اہم مقامات کی حفاظت ابتدا سے ہی کرنی چاہیے۔اس سلسلے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پیغامات پہنچانے کا انتظام ہونا چاہیے۔

لڑائی کے دوران کچھ لوگ غیر مسلح رہیں اور باقاعدہ جنگ میں حصہ نہ لیں۔لڑنے والے دس سپاہیوں کے ہر گروپ کے ساتھ 2 یا 3 ایسے افراد ہوں جو لڑائی میں کام آنے والے ساتھیوں کو اٹھانے اور دشمن کے ہتھیاروں پر قبضہ کرنے کا فریضہ سرانجام دیں۔اس کے علاوہ قیدیوں کو اپنی نگرانی میں لینے، زخمیوں کو پیچھے لیکر جانے اور پیغام پہنچانے کا کام سرانجام دیں۔

مدافعتی جنگ میں آپ کی اور دشمن کی پوزیشن اور جائے واردات انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ایسا ہوتے ہوئے بھی آپ کی جانب سے غیر متوقع اقدامات کے ذریعے دشمن کو تنگ کرنا بہت ضروری ہے۔مورچے بناتے یا دوسرے دفاعی اقدامات کرتے وقت اگر علاقے کے لوگ آپ کو دیکھ لیں تو پھر کوئی ایسا معقول اور بہترین بندوبست کیا جائے کہ یہ لوگ آپ کے زیر اثر علاقے سے باہر نہ نکل سکیں۔کبھی کبھار حکومت گوریلوں کے زیر اثر علاقے

کی ناکہ بندی کرلیتی ہے جس کی وجہ سے مقامی آبادی کو اشیائے ضروریات کے لیے دور دراز کے علاقوں میں جانا پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں ''جلا کے راکھ کر دیں'' والی حکمت عملی پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ایک دوسرا دفاعی حربہ یہ ہے کہ آمدورفت کے راستے وغیرہ اس طرح تشکیل دیئے جائیں کے دشمن کا ہراول دستہ آپ کے سپاہیوں کے پاس سے گزرتے ہوئے ان کا شکار ہو جائے، اس کا نفسیاتی اثر یہ ہوگا کہ دشمن کا کوئی بھی سپاہی ہراول دستے میں شامل ہونے کے لیے تیار نہیں ہوگا اور ہراول دستے کے بغیر فوج پیش قدمی نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ دشمن کو گھیرے میں بھی لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اطراف اور کناروں کی تمام جگہوں کا دھیان رکھنا ضروری ہے، جہاں سے دشمن کی فوج کا کوئی حصہ ایک طرف مڑ کر آگے بڑھتا آئے اور آپ کے سامنے سے گزرے۔ اپنی پوزیشن کے دفاع کے لیے زیادہ افراد استعمال نہ کیے جائیں اور سپاہیوں کو حکم دیا جائے کہ وہ آخری دم تک اپنی پوزیشن نہ چھوڑیں۔

آس پاس اور دفاع کا جائزہ لینے والی خندق یا مورچے کو جس حد تک خفیہ رکھا جا سکے اتنا ہی بہتر ہے اور مارٹر کے حملوں سے بچنے کے لیے ان کے اوپر حفاظتی اقدامات کیے جائیں۔ زیادہ تر استعمال ہونے والے مارٹر گولوں کی رینج 60 سے 85 میٹر تک ہوتی ہے اور یہ مورچوں یا خندقوں کے اوپر مٹی کے گھارے اور پتھروں سے بنائی گئی مضبوط چھت کو پار نہیں کر سکتے۔ ہر مورچے یا خندق میں فرار ہونے کے لیے خفیہ راستے کا ہونا ضروری ہے۔

گوریلا طرز کی فوج میں جنگ کے وقت کے علاوہ قلعوں اور دفاعی قطاروں وغیرہ کا کوئی بھی تصور نہیں ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ علاقے پر دن کے وقت دشمن اور رات کے وقت گوریلوں کا راج ہوتا ہے۔ انہی علاقوں سے گزر کر گوریلوں کی رسد، کمک اور دیگر سامان ان تک پہنچتا ہے۔ نئے رضا کار آتے ہیں، وہ آس پاس کی اطلاع وصول کرتے ہیں۔ اس لیے مقامی آبادی سے خوشگوار اور اچھے تعلقات قائم کرنا ضروری ہے۔

اس طرزِ جنگ میں ان افراد کا کام زیادہ اہمیت رکھتا ہے جو باقاعدہ لڑائی میں شریک نہیں ہوتے۔ دشمن کی روزمرہ کی پوزیشن اور حالات کی درست خبریں گوریلوں کے لیے بہت ضروری ہیں۔ دشمن کی جاسوسی کرنے والے افراد کا انتخاب انتہائی محتاط طریقے سے کیا جائے۔ اس لیے کہ دشمن کے جاسوسوں کا خطرہ بھی مستقل رہتا ہے لیکن غلط اطلاعات خواہ یہ مبالغہ آمیزی کی وجہ سے ہوں یا کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہوں، بے حد خطرناک ہوتی ہیں۔ اکثر و پیشتر یہ دیکھا گیا ہے کہ لڑائی میں شامل افراد اپنی مشکلات اور خطرات کا تذکرہ بڑھا چڑھا کر کرتے ہیں۔ لوگوں کو دشمن کی جاسوسی کرنے کے لیے آمادہ کرنا اتنا دشوار کام نہیں ہے جیسا کہ سمجھا جاتا ہے۔ کاروباری شخص، پیشہ ورانہ کام کرنے والا فرد اور پادری حضرات تک اس سلسلے میں معاون و مددگار ثابت ہو سکتے ہیں اور ضروری خبریں و اطلاعات فراہم کر سکتے ہیں۔

گوریلا جنگ کی ایک عجیب خاصیت وہ فرق ہے جو دشمن کی حاصل کردہ اطلاعات اور گوریلا فوج کی حاصل کردہ اطلاعات میں موجود ہوتا ہے۔ دشمن کے سپاہی جن علاقوں سے گزرتے ہیں، وہاں کے عوام زیادہ تر ان کے خلاف ہوتے ہیں اور یہ ہر سلسلے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں، باغی گوریلا فوج ایسے افراد کے دوستوں اور عزیز و اقارب پر اعتماد کر سکتے ہیں جو گوریلا علاقے اور دشمن کے علاقے کے درمیان سفر کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جب دشمن درجہ بدرجہ آپ کے علاقے میں آگے بڑھتے چلے آئیں تو پھر اس صورت میں محتاط رہنا چاہیے۔ زیادہ تر علاقے کے مرد بھاگ کر گوریلا دستوں میں شامل ہو جاتے ہیں، لیکن دشمن ان کی املاک وغیرہ اور بال بچوں پر قبضہ کر لیتا ہے۔ ایسے افراد کے ساتھ بہترین دوستانہ تعلقات رکھیں اور ان کی مدد

کریں چاہے اس سلسلے میں آپ کو خوراک کی کمی کا مسئلہ یا دیگر مشکلات ہی کیوں نہ درپیش ہوں۔ اس طرح وہ دشمن کو ہمیشہ انتہائی نفرت کے قابل سمجھیں گے۔

گوریلے اپنی عددی قلت کے باعث ریزرو فوج نہیں رکھ سکتے لیکن غیر متوقع ناموافق حالات، مشکلات اور دشوار لمحات کے لیے ایک گوریلا ریزرو کا ہونا ضروری ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ منتخب بہادر افراد پر مشتمل ایک خاص پلٹن قائم کی جائے اور اس کا نام ''جانبازوں کی پلٹن'' وغیرہ رکھ دیا جائے۔ بہادری و شجاعت کے لیے اس پلٹن کی شہرت اور ساکھ خصوصی طور پر قائم کی جائے تاکہ اسے انتہائی دشوار مہمات پر روانہ کیا جا سکے۔

گوریلا جنگ کا آغاز، پھیلاؤ اور اختتام

BEGINNING, DEVELOPMENT, AND END OF A GUERRILLA WAR

اب کیوبا کے تجربات کو سامنے رکھتے ہوئے گوریلا جنگ کی ابتدا، پھیلاؤ اور اختتام کے سلسلے کا جائزہ لیتے ہیں۔

شروع شروع میں گوریلوں کا ایک نیم مسلح گروہ کسی ایسے دور دراز علاقے میں پناہ لیتا ہے، جہاں دشمن آسانی سے نہیں پہنچ سکے، یہ گروہ اس علاقے میں حکومتی کارندوں پر حملہ کرتا ہے۔ کچھ غیر مطمئن کسان اور کچھ نظریاتی طور پر متفق نوجوان وغیرہ انکے ساتھ مل جاتے ہیں۔ وہ آباد علاقے کے لوگوں سے رابطہ کرتے ہیں اور ''ضرب لگاؤ اور فرار ہو جاؤ'' کے اصول پر عمل کرتے ہوئے دشمن پر چھوٹے چھوٹے حملے شروع کر دیتے ہیں۔ جب نئے رضاکاروں کی آمد کے بعد گوریلا جتھے کی تعداد اچھی خاصی ہو جاتی ہے تو پھر وہ دشمن کی کسی پلٹن یا سپاہیوں کے ہراول دستے کو گھیرے میں لیکر تباہ کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ گنجان آباد علاقوں میں داخل ہونے کی جرأت کر سکتے ہیں۔

دوسرا قدم یہ ہوتا ہے کہ گوریلا فوج چند مستقل پڑاؤ اور چھاؤنیاں قائم کرتی ہیں۔ اس کی انتظامیہ تشکیل دی جاتی ہے، راہنما مقرر کیے جاتے ہیں اور اس طرح یہ علاقہ ایک چھوٹی حکومت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی صنعتیں، اسپتال اور ریڈیو اسٹیشن قائم کیے جاتے ہیں، قوانین بنائے جاتے ہیں، انصاف کے لیے کورٹ قائم ہوتے ہیں اور نظریاتی تعلیم تیز تر کر دی جاتی ہے اور دشمن کا کوئی حملہ ناکام ہوتا ہے تو اس کے اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کرنے کے بعد اس سے مزید گوریلوں کو مسلح کیا جاتا ہے۔ جب اس گوریلا جتھے کے عمل کا دائرہ عددی اضافے اور قوت کی نسبت سے مکمل ہو جاتا ہے تو پھر نیا گوریلا جتھہ تشکیل دیکر کسی نئے علاقے میں کام کرنے کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔

یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور کیے گئے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پورے علاقے میں گوریلے مختلف مقامات پر اپنے ایسے ہی موثر حلقے قائم کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس دوران گوریلا مرکز دور دور کے علاقوں سے آنے والے رضاکاروں کی وجہ سے بڑھتا اور پھیلتا رہتا ہے۔ افسران جنگ کے نت نئے اور بہترین داؤ پیچ سیکھتے ہیں اور اس طرح بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کے باعث ان کی قائدانہ اہلیت بھی بڑھتی اور پختہ ہوتی ہے۔ یوں مزید گوریلے گروہ نت نئے علاقوں میں روانہ کیے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ نئے سرے سے شروع ہو جاتا ہے۔

دہشت پسند گوریلے دشمن کے زیر قبضہ کھلے علاقوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ راستے اور پل تباہ کرتے ہیں، زیر زمین بارودی سرنگیں بچھاتے ہیں اور عوام میں بے اطمینانی کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ جیسے جیسے گوریلا جنگ شہروں کے قریب آتی ہے ویسے ویسے انھیں عوام کی تائید اور تعاون حاصل ہوتا جاتا ہے۔ اس دوران گوریلے سپاہی کچھ زیادہ بھاری اسلحے پر قبضہ کر لیتے ہیں اور یوں وہ اور زیادہ جم کر لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح دشمن کے نظام کو دہشت پسندی کے ذریعے مفلوج کرنے اور اس کے سپاہیوں کو مسلسل حملوں سے ناکارہ کرنے کے بعد گوریلا فوج میں پہل کرنے کی طاقت اور صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ ہر محاذ پر حالات اور خواہش کے مطابق حملے شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح دشمن میں زیادہ مزاحمت کرنے کی صلاحیت نہیں رہتی اور باقی ماندہ دشمن سپاہی شکست تسلیم کر لیتے ہیں۔

علاقائی عوام کی تائید، ہمدردی و تعاون اور کسی اچھے راہنما کی موجودگی میں کیوبا کے انقلاب کو دیگر ملکوں میں بھی دہرایا جا سکتا ہے۔ ہمارے پاس فیڈل کاسترو بہترین سپاہی کی خصوصیات اور سیاسی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ان کی دانشمندی اور مہارت نے اس سرزمین پر ہمارے قدم جمانے میں مدد کی اور ہماری فتح کو ممکن بنایا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے بغیر فتح حاصل نہیں کی جا سکتی تھی، لیکن یہ فتح ان کے بغیر زیادہ مہنگی پڑتی اور یہ اس قدر مکمل نہیں ہو سکتی تھی۔

گوریلا محاذ کا انتظام، نظم و نسق و سپلائی

ORGANIZATION OF THE GUERRILLA FRONT

سپلائی گوریلوں کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ لڑائی کے ابتدائی دور میں گوریلوں کو اپنے علاقے میں پیدا ہونے والی اشیاء عام لوگوں کے ساتھ مل جل کر استعمال کرنی ہونگیں۔ کیونکہ حالات و معاملات دیگر علاقوں سے مستقل سپلائی کے بندوبست کی اجازت نہیں دینگے۔ کیونکہ اس طرح وہ حکومت کے سامنے ظاہر ہو جائیں گے اور اس ابتدائی دور میں حکومت انھیں آسانی سے ختم کر سکتی ہے۔ لیکن یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے، کیونکہ ہر علاقے سے بنیادی اشیائے ضروریات مثلاً گوشت، نمک، سبزیاں اور اجناس وغیرہ مہیا ہو سکتی ہیں۔ مشرقی کیوبا سے ملنگا کا پودا، میکسیکو کے پہاڑی علاقوں، وسطی امریکا اور پیرو سے اجناس اور آلو وغیرہ، ارجنٹائن سے جانوروں کا گوشت اور دیگر علاقوں سے گندم آسانی سے مل سکتی ہے۔ مقامی آبادی کے دل ہمدردی اور تعاون کے ذریعے جیتنے چاہیں۔ علاقائی افراتفری سے فائدہ اٹھا کر مقامی آبادی کو اپنا آلہ کار بنانے والے دیگر افراد کو سزا دینی چاہیے یا بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیے کہ انقلابیوں کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے افراد کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ ایسے تمام لوگوں کو سخت سزا دی جائے جو انقلابی تحریک کی مخالفت کرتے ہیں، اختلاف کے بیج بوتے ہیں یا گوریلوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور دشمن کو ان کا اتہ پتہ دیتے ہیں۔

جب کسی علاقے پر قبضہ ہو جائے تو پھر گوریلے نسبتاً آزادی سے گھوم پھر سکتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ لوگوں سے حاصل کردہ اشیاء ہوں، زرعی پیداوار ہو یا کارخانوں کی بنی ہوئی اشیاء ان کی قیمت ضرور ادا کریں۔ کبھی کبھار تو اشیاء تحفے میں بھی دی جاتی ہیں لیکن بسا اوقات علاقے کی معاشی بدحالی لوگوں کو اس بات کی اجازت بھی نہیں دیتی۔ اگر کبھی پیسوں کی کمی کے باعث اس وقت نقد قیمت نہیں دی جا سکے تو پھر اس قیمت کی رسید لکھ کر دے دی جائے اور جس قدر جلد ممکن ہو یہ قرض اتار دیا جائے۔ جو علاقے حکومت کے اثر سے آزاد کرائے جا چکے ہوں، وہاں کسان، گوریلوں کو ضرورت کی ہر

پیداوار فراہم کرتے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر گوریلوں کو زمین جوتنے کے کام میں کسانوں کی مدد کرنی چاہیے۔ اس کے بعد ہی وہ اپنی ضرورت سے زیادہ ساری پیداوار کو نئے سرے سے آبادی میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ یہ ٹیکس جتنا کم ہو اتنا اچھا ہے۔ شہری، خاص طور پر چھوٹے درجے کے کاشت کاروں کے لیے ٹیکس واجبی ہونا چاہیے۔ مقامی آبادی اور گوریلوں کے درمیان خوشگوار تعلقات تمام معاملات پر حاوی ہیں۔

ٹیکس نقد یا جنس کی صورت میں وصول کیا جا سکتا ہے۔ گوشت ایک ضروری چیز ہے جس کی پیداوار اور سپلائی کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ کسانوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ مرغیاں، بکریاں اور دیگر جانور پالیں جو ان سے نقد یا ادھار خرید یں جائیں۔ چراہ گاہوں میں گھومنے پھرنے والے بڑے بڑے ریوڑوں کی حفاظت کی جائے، تاکہ ضرورت پڑنے پر انہیں ذبح کر کے استعمال کیا جا سکے۔ ان کی کھالوں کو سُکھا کر ان کے جوتے استعمال کے لیے بنائے جائیں۔

سپلائی کی اشیاء رات کے وقت منتقل کی جائیں اور دن کے وقت انھیں ذخیرہ کرنے کا کام کیا جائے۔ صرف ان لوگوں کو ہی ان ذخیروں کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے جو اس کام سے براہ راست تعلق رکھتے ہوں۔ اور جن لوگوں کے گھروں میں اشیاء ذخیرہ کی جائیں، ان کو بھی اشیاء کی مقدار اور نوعیت کے بارے میں کم سے کم معلوم ہونا چاہیے۔ بار برداری کے لیے خچر استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ یہ محنت کش جانور ہے جو جلد نہیں تھکتا۔ ایک خچر تقریباً سو کلو تک بار اٹھا سکتا ہے۔ ان جانوروں کا اچھی طرح خیال رکھا جائے اور ان کو چلانے کے لیے تجربہ کار لوگ مقرر کیے جائیں۔ اگر حالات موزوں ہوں تو رات کے وقت سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے لیے ٹرک بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

شہری تنظیم

CIVIL ORGANIZATION

گوریلا علاقوں کے اندر اور باہر انتظامات کرنا لازم ہے کسی تبدیلی کے باوجود سرحد کے دونوں طرف بندوبست میں بہت سی باتیں یکساں ہی رہتی ہیں۔ پہلے گوریلا علاقے کے اندر بندوبست کا جائزہ لیا جائے۔ اس معاملے میں متعدد انتظامی محکمے قائم کرنا بہت ضروری ہوتے ہیں۔ کیوبا میں تشہیر اور عوامی صحت (اسپتالوں وغیرہ سمیت) کے محکمے باغی فوج کے اختیار میں تھے اور دیگر سول محکمے ایڈوکیٹ جج کے حوالے تھے جن میں اقتصادیات معیشت، ٹیکس، اکاؤنٹ، بزنس دیگر سول قوانین اور زرعی انتظامات شامل تھے۔

آپ ہرگز علاقے کی غربت اور مشکلات میں اضافے کا باعث نہ بنیں۔ اس سے مخالف پروپیگنڈے کو تقویت ملے گی۔ کسانوں کو اپنی پیداوار باہر کے علاقوں میں فروخت کرنے سے قانونی طور پر نہیں روکنا چاہیے قانونی جبر کے ذریعے روکنے کی وجہ سے وہ اور زیادہ اس امر پر مائل اور مجبور ہونگے۔ کسانوں کے سامنے گوریلوں کے ہر عمل کی وضاحت آسان اور سادہ زبان میں پیش کی جائے۔ زرعی اصلاحات صرف اس علاقے میں ہی نہ کی جائے جو براہ راست گوریلوں کے کنٹرول میں ہو بلکہ آس پاس کے علاقوں میں بھی ان اصلاحات کو نافذ کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اس طرح نہ صرف کسان، گوریلا مقاصد کے پروپیگنڈے کا بہترین ذریعہ بن جائیں گے بلکہ گوریلوں کی بے غرض زندگی اور ان کی قربانیوں کے چرچے دور دور

تک پھیل جائیں گے۔ زرعی اصلاحات کرنے والوں کو چاہیے کہ زرعی پیداوار کو دشمن کے علاقے میں فروخت کرنے کا بھی بندوبست کریں۔ یہ کام کسی تیسرے آدمی کے ذریعے ہوسکتا ہے جو کاروبار اور فائدے کی خاطر یہ خطرہ مول لے سکے گا۔ تنگ راستوں کو کھلے اور وسیع راستوں میں تبدیل کرنا، جن پر ٹرک وغیرہ چلائے جاسکیں ان کے بارے میں پہلے ہی لکھا جاچکا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ طاقتور دشمن راستے تباہ کرسکتا ہے اور انھیں اپنے حملے کے مقاصد کے لیے استعمال بھی کرسکتا ہے۔ اس لیے ایک عام اصول کے تحت صرف وہی راستے بنائے جائیں جو سپلائی بحال رکھنے کے لیے بے حد ضروری ہوں اور وہ بھی اس وقت جب گوریلا دستوں کو یقین ہو کہ دشمن کے حملے کے خلاف وہ ان راستوں کا تحفظ کر سکتے ہیں۔ خواہ مخواہ راستے بنا کر اپنے لیے غیر ضروری خطرات ہرگز پیدا نہ کریں۔

وہ افراد جو علاقے کے قوانین اور ضروریات سے واقف ہوں ان کو عدالتوں میں مقرر کیا جائے۔ کیوبا میں ہم نے اپنے نئے قوانین، جن میں جرم وسزا، سول قوانین، زرعی قانون، اور زرعی اصلاحات کے قوانین شامل تھے، تشکیل دیئے تھے۔

مذکورہ بالا سارے امور صرف اس قسم کی سفارشات ہیں جو تاریخ کے ایک خاص موقع پر ایک مخصوص علاقے سے خاص حالات میں حاصل کیے گئے تجربات پر منحصر ہیں دوسرے علاقوں اور حالات میں ضرورت کے مطابق ان میں ردوبدل کیا جاسکتا ہے۔

عوامی صحت ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ مقامی آبادی جو زیادہ تر صحت وصفائی کے بنیادی اصولوں سے بھی ناواقف ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں انکی ہر قسم کی مدد کرنی چاہیے۔

بیرونی علاقوں میں یہ کام نہایت مختلف طریقوں سے سرانجام دینا پڑتا ہے۔ تشہیر وسیع پیمانے اور عملی بنیادوں پر کی جائے اور گوریلا فوج کی فتوحات پر زور دیا جائے۔ دہشت پسندی کی تمام سرگرمیوں میں ربط اور مماثلت مرکز کے تحت ہونی چاہیے۔ مخصوص حالات اور غیر معمولی مواقع پر کسی ایسے شخص کا قتل بھی جائز ہے جسکی وجہ سے گوریلا تحریک کو کوئی خاص نقصان پہنچ رہا ہو یا پہنچ چکا ہو۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ دہشت پسندی عوام کو تنگ کرنے کی قطعی اجازت نہیں دیتی۔ عوامی حلقوں کو اچھے سلوک اور رویے سے جیتنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وقت آنے پر اور مناسب حالات میں وہ انقلاب کی حمایت کے لیے میدان میں نکل آئیں۔ مزدوروں اور کسانوں کی سوسائٹیاں قائم کی جائیں۔ انھیں لٹریچر مہیا کیا جائے اور حقائق سے آگاہ کیا جائے۔ اس طرح عوام کو جیتا جاسکتا ہے اس طرح اس جنگ میں نت نئے اور دیگر ذمہ دار افراد شریک ہونگے۔

یہ گوریلا قبضے میں آئے علاقوں اور دیگر بیرونی علاقوں کے انتظام کا ڈھانچہ ہے یہاں دیئے گئے ہر تجربے، مشورے اور ہدایت کو اور زیادہ بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ میں دوبارہ دہراتا ہوں کہ ہر بات جو میں نے اس کتاب میں لکھی ہے، وہ میرے کیوبا کے تجربات پر مشتمل ہے دیگر مختلف حالات کے تحت دوسرے طریقہ کار اور حربے ہوسکتے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف ایک خاکہ دینا ہے۔ بائیبل لکھنا نہیں کہ جس کے کسی ایک حرف میں کوئی بھی تبدیلی نہیں کی جاسکے۔

خواتین کا کردار

THE ROLE OF THE WOMAN

خواتین انقلاب کے عمل میں غیر معمولی حد تک اہم کام سرانجام دے سکتی ہیں۔ اس حقیقت کی اہمیت کو واضح کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ زیر قبضہ علاقوں کے لوگ زیادہ تر عورتوں کو کم اہمیت دیتے ہیں۔ عورتوں اور مردوں کے کام کی حد بندی کر کے ان میں واضح فرق رکھتے ہیں۔ خواتین انتہائی دشوار کام سر انجام دے سکتی ہیں، مرد سپاہیوں کے کندھے سے کندھا ملا کر لڑ سکتی ہیں اور جیسا کہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ یہ سپاہیوں میں جنسی محرکات کا باعث بنتی ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ اگرچہ عورت جسمانی لحاظ سے مرد سے کمزور ہے، لیکن ایسا ہونے کے باوجود بھی وہ مردوں جتنی ہی سختیاں برداشت کر سکتی ہیں اور باقاعدہ لڑائی لڑ سکتی ہے۔ کیوبا کی جنگِ آزادی میں خواتین کا انتہائی اہم کردار رہا ہے۔

بے شک سپاہی خواتین کی تعداد کوئی زیادہ نہیں، لیکن انھیں دیگر کاموں، خاص طور پر خبریں پہنچانے کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ انہیں خفیہ پیغامات اور اسلحہ و بارود پہنچانے وغیرہ کا کام سونپا جا سکتا ہے۔ دشمن چاہے جتنا بھی وحشی ہو، انھیں گرفتار کرنے کے بعد انکے ساتھ مردوں کے مقابلے میں بہرحال اچھا سلوک کرے گا۔ وہ سپاہیوں کے لیے کھانا تیار کر سکتی ہیں، گھریلو نوعیت کے دیگر کام کر سکتی ہیں، سپاہیوں اور مقامی آبادی کو پڑھا سکتی ہیں، بچوں اور نوجوانوں کو انقلابی نظریات سے آگاہ کر سکتی ہیں اور ان کی تربیت کر سکتی ہیں، سپاہیوں کی وردیاں سی اور مکمل کر سکتی ہیں اور ضرورت پڑنے پر لڑائی میں بھی حصہ لے سکتی ہیں۔ کیوبا کی لڑائی کے دوران گوریلا فوج میں متعدد کامیاب شادیاں بھی ہوئی ہیں۔

طبی مسائل

MEDICAL PROBLEMS

گوریلوں کی زندگی میں ڈاکٹر کا کردار نہایت اہم ہے۔ وہ نہ صرف زندگی کی حفاظت کرتا ہے بلکہ مریضوں اور زخمیوں کو دلاسا بھی دیتا ہے اور ان کے حوصلے و ہمت کو بلند رکھتا ہے۔ گوریلوں کی طبی دیکھ بھال میں وہ ڈاکٹر بھی شامل ہیں جو محاذِ جنگ پر مسلح موجود رہتے ہیں اور لڑائی میں حصہ لیتے ہیں اور وہ ڈاکٹر بھی جو باقاعدہ عملے سمیت اسپتالوں میں بہترین طبی ساز و سامان کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ہر حالت اور جگہ پر گوریلا ڈاکٹر کو انقلابی سپاہیوں کے مقاصد کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اچھی قسم کی اخلاقی معاونت کامیاب علاج کے لیے بے حد ضروری ہے۔ مریضوں کے دکھ اور تکلیف کو سمجھنے والے شخص کے ہاتھوں، مریضوں کو ملنے والی عام ڈسپرین کی گولی بھی فوراً اور بہترین اثر دکھاتی ہے۔ لڑائی کے اس مرحلے میں جب گوریلا سپاہی کہیں جم کر لڑنا شروع کر دیں اور مستقل سفر جیسی حالت درپیش نہ ہو تو ان حالات میں تحریک سے ہمدردی رکھنے والوں کی جانب سے اپنے گھروں میں عارضی طبی مراکز قائم کیے جا سکتے ہیں جہاں ہنگامی سرجری کا انتظام کیا گیا ہو۔ جب اس علاقے پر گوریلوں کا مستقل تسلط قائم ہو جائے تو پھر وہاں باقاعدہ اسپتال

قائم کیے جاسکتے ہیں جہاں تجربہ گاہوں، تشخیص کی سہولیات، ایکسرے مشین سمیت دیگر طبی ساز وسامان موجود ہو۔
بعض اوقات تو طبی سوسائٹیوں کی جانب سے جن میں ریڈ کراس بھی شامل ہے ادویات مہیا ہو سکتی ہیں۔لیکن صرف ان پر ہی انحصار نہ کیا جائے۔خاص طور پر لڑائی کے دوران بہت سے مختلف قسم کے ڈاکٹروں کی ضرورت پڑتی ہے۔مثال کے طور پر جنرل پریکٹس کرنے والے ڈاکٹر، آپریشن سے قبل بے ہوشی کے فن کے ماہر ڈاکٹر، سرجن، ہڈیوں اور دانتوں وغیرہ کے ماہر۔

سبوتاژ

SABOTAGE

سبوتاژ گوریلا جنگ کا ایک زبردست حربہ ہے۔ یہ عمل دشمن کے اُس علاقے میں کیا جاتا ہے جو گوریلا تسلط سے آزاد ہو۔ یہ کام گوریلا جنرل اسٹاف کی ہدایات کے تحت سرانجام دیا جاتا ہے۔
سبوتاژ محض دہشت پسندی کا نام نہیں ہے بلکہ قومی سطح پر اس کا مقصد دشمن کی آمدورفت اور پیغام رسانی کے ذرائع کو تباہ کرنا ہے۔مثال کے طور پر ٹیلی فون کے تاروں کے مراکز کی تباہی اور ریل کی پٹریوں اور پلوں کی توڑ پھوڑ وغیرہ۔بعض حالات میں دشمن کی مدد کرنے والی ضروری صنعتوں و کارخانوں اور اس کے کاروبار کو ضرر پہنچانا اور تباہ کرنا پڑتا ہے۔لیکن سوچے سمجھے بغیر توڑ پھوڑ کرنے اور تباہی مچانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی جس کے نتیجے میں عوام کی مشکلات میں اضافہ ہو، ذاتیات تک نوبت پہنچ جائے یا بے روزگاری میں اضافہ ہو۔
جنگ کے علاقے میں سبوتاژ کے لیے جرأت مندانہ اور پے در پے حملوں کی ضرورت ہوتی ہے جن میں بجلی کی سی سرعت سے حملہ کرنے والے گوریلا دستے ان غیر فوجیوں کی معاونت کریں جو توڑ پھوڑ کے کام میں سرگرم ہوں۔ میں دوبارہ پیغام رسانی کے سلسلے کو تباہ کرنے پر زور دونگا کہ دشمن کی رسد اور کمک کے ذرائع کو تباہ کر کے رکھ دیں۔ان کو ایک پل کے لیے بھی چین سے بیٹھنے نہ دیں۔دشمن کو لگاتار تنگ کرنے اور ڈرانے سے ان کی فوج کا بڑا حصہ ادھر ادھر ہو کر بکھر جاتا ہے۔

جنگ کے دوران صنعتیں

WAR INDUSTRY

گوریلا جنگ کے دوران صنعتیں قدرے دیر سے قائم کی جاسکتی ہیں کسی علاقے پر قبضہ کرنے کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو صنعتیں قائم کریں۔ دو اہم صنعتیں ہیں، ایک جوتے بنانے کی اور دوسری وردیاں اور پیٹیاں تیار کرنے کی۔ جوتے بہت ضروری ہیں اور چھوٹی چھوٹی دکانوں میں مقامی آبادی کے کاریگروں کے ذریعے انکی تیاری کا کام کیا جاسکتا ہے۔دیگر ضروری اشیاء میں کارتوس کی پیٹیاں، کینوس، چمڑے کے تھیلے، بہتر اسلحے کی تیاری اور ہتھیاروں کی مرمت، آگ لگانے والا مادہ، فیوز، دستی بم، پانی کی بوتلیں، سگریٹ، سگار اور چمڑے کا سامان وغیرہ شامل ہے۔

تشہیر ﴿ پروپیگنڈا ﴾

PROPAGANDA

انقلابی نظریات کی مکمل بڑھوتری اور اشاعت کا انتظام کیا جائے۔ تشہیر کی یہ کوششیں سوچی سمجھی منصوبہ بندی سے کی جائیں اور اس کے لیے دو الگ الگ عملے مقرر کیے جائیں۔ ایک پوری قوم اور عوام کے لیے اور دوسرا صرف گوریلا سپاہیوں کے لیے۔ اس شعبے کے سربراہ کا فرض ہے کہ وہ دونوں حصوں میں مضبوط ربط اور تعلق قائم رکھے۔ ملکی اور قومی سطح پر یہ پروپیگنڈا رسائل، اخبارات، ریڈیو، کسانوں اور مزدوروں، دشمن کے سپاہیوں کے لیے تیار کردہ خاص کتابچوں وغیرہ کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں گوریلا حقائق کے بارے میں بحث وغیرہ کریں، اپنے نصب العین اور مقاصد کی تشریح کریں اور ملنے والی امداد کا ذکر کریں۔ سبوتاژ کی کارروائیوں کی خبریں دیں، نعرہ بازی کریں اور دشمن کے جرائم اور مجرموں کا تفصیل سے ذکر کریں۔

گوریلا علاقے کے اندر بہترین پروپیگنڈا کیا جا سکتا ہے۔ ریڈیائی اور چھپی ہوئی اطلاعات کے ساتھ ساتھ فضائی حملوں سے بچاؤ اور دشمن کی چالوں کے بارے میں زبانی ہدایات دیتے رہیں اور غیر ملکی خبر رساں ایجنسیوں کو جو خبریں فراہم کی جائیں ان میں صرف جنگ کے بارے میں اطلاعات ہوں۔

ریڈیو تشہیر کا بہترین ذریعہ ہے جس کی مدد سے ملک بھر میں کارآمد اور موثر اپیلیں نشر کی جا سکتی ہیں، حالات و واقعات کے بارے میں وضاحتیں کی جا سکتی ہیں، سیاسی تعلیم دی جا سکتی ہے اور اس طرح آبادی پر گہرا اثر مرتب کیا جا سکتا ہے۔

اس سلسلے میں ہمیشہ سچ بولیں۔ یاد رکھیں کہ ایک معمولی نوعیت کی سچی خبر اگر ڈھنگ سے پیش کی جائے تو یہ بہت سی من گھڑت خوبصورت خبروں سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ تمام جھڑپوں کی کثیر خبریں، دشمن کے ظلم و ستم کی حقیقت، گوریلا اصولوں اور گوریلا طرز جنگ سے متعلق ہدایات اور گوریلا رہنماؤں کی تقریریں نشر کی جائیں۔

خبر رسانی اور جاسوسی

INTELLIGENCE

خود کو پہچاننے اور دشمن کی شناخت سے آپ سینکڑوں جنگیں جیت سکتے ہیں۔ درست جاسوسی اور دشمن کے بارے میں مکمل معلومات لڑاکا فوج کے لیے انتہائی معاون ہے۔ مقامی آبادی سے خبروں اور دشمن کے بارے میں اطلاعات کی امید کی جا سکتی ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ آپ میں جھوٹی خبروں اور سچی خبروں کی شناخت اور ان میں فرق کرنے کا سلیقہ اور ڈھنگ ہونا چاہیے۔ جیسے ہی گوریلا علاقے کے پوسٹ آفس اور ڈاک کی تقسیم کا انتظام ہو جائے تو دشمن کے بارے میں اطلاعات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ دشمن کے کیمپ میں خواتین کو بھیجیں، تربیت یافتہ مرد اور عورتیں افواہیں پھیلاتے رہیں اور

اس طرح دشمن میں افراتفری اور خوف کی بنیاد ڈالیں۔

نظریاتی تبلیغ اور تربیت

TRAINING AND INDOCTRINATION

لڑائی کے دوران شروع شروع میں گوریلا سپاہیوں کی تربیت از خود ہو جاتی ہے۔ وہ جس قسم کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں وہ ان کے لیے بہترین معلم ہوتی ہے، جو روزمرہ کی اس ذاتی تربیت سے نہ گزریں ہوں۔ سپاہی اپنے ساتھیوں کو ہتھیاروں کے استعمال، لڑائی کے حربوں، چالوں اور عام لوگوں سے برتاؤ وغیرہ کے بارے میں بتا سکتے ہیں۔ لیکن ابتدا میں گوریلا سپاہیوں کا قیمتی وقت باقاعدہ ٹریننگ کورس میں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ بعد میں جب اچھا خاصا علاقہ آزاد کرالیا جائے تو پھر نئے رضا کاروں کے لیے باقاعدہ تربیت گاہیں کھولی جاسکتی ہیں۔ ان اسکولوں میں ان نئے رضا کاروں کو تربیت دی جائے جو ابتدائی گوریلا دور کی تکالیف اور مشکلات سے نہ گزرے ہوں۔

نئے رضا کار اپنا سامان وغیرہ خود ہی مہیا کرتے ہیں اور اپنا گھریلو نوعیت کا کام خود ہی سرانجام دیتے ہیں۔ انھیں دشمن کے علاقے میں جاسوسی، مہمات اور طویل پریڈوں کے ذریعے سخت جان بنانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ رضا کاروں کے اسکولوں کے اپنے طبی مراکز قائم کیے جاسکتے ہیں۔ نشانہ بازی اور گولہ بارود کے معاملے میں انہیں سخت نظم وضبط کا عادی بنایا جائے۔ اگر اچھی خاصی تعداد میں گولہ بارود ہاتھ آجائے تو انھیں اصلی گولیوں سے نشانہ بازی کی مشق کرائی جائے۔

کیوبا میں ہمارے اس قسم کے اسکول کے بارے میں جب دشمن کو معلوم ہوا تو انھوں نے ہم پر دو مرتبہ ہوائی جہازوں سے بمباری کی۔ اس بمباری کے دوران رضا کاروں کے رویے اور ردِعمل سے ان کے مستقبل کی جنگجویانہ صلاحیتوں کے بارے میں علم ہو جاتا تھا۔

چونکہ نئے آنے والے رضا کاروں کا آزادی اور اخبارات کی آزادی وغیرہ کے بارے میں نظریات وخیالات غیر واضح ہوتے ہیں اس لیے ان کے لیے گوریلا مقاصد اور نظریات کی تعلیم لازم ہے۔ انھیں معاشی حالات ومحرکات، قومی تاریخ کے محرکات قومی ہیروز اور راہنماؤں کے حالات ومقاصد، ظلم وبے انصافی کے خلاف ردعمل اور موجودہ صورتحال کا تجزیہ وغیرہ کے بارے میں بتایا جائے۔ انسٹرکٹر اور تربیتی مراکز کا بندوبست کیا جائے اور ان کی نظریاتی تعلیم کے لیے درسی نصاب تیار کیا جائے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ ان کے ذاتی ڈسپلن کے لیے منطقی طرزِ عمل اور استدلال استعمال کیا جائے۔ جنگ کے سخت اوقات میں یہ طریقہ کامیابی کی بہترین ضمانت ہے۔ گوریلا اسکولوں کے ذریعے ساری گوریلا فوج کا معیار درجہ بدرجہ بلند کیا جائے۔

ایک انقلابی تحریک کی فوج کا تنظیمی ڈھانچہ

THE ORGANIZATIONAL STRUCTURE OF THE ARMY OF A REVOLUTIONARY MOVEMENT

انقلابی گوریلا فوج کے ڈھانچے کا ایک سربراہ ہونا چاہیے۔ کیوبا میں ہمارا ایک کمانڈر ان چیف ہوتا تھا، جو علاقائی قیادت کو نامزد کرتا تھا اور مقامی فوج کے میجر اور دیگر عہدیدار مقرر کرتا تھا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر جگہ اسی ڈھانچے کی پیروی کی جائے۔ یہ بیان کرنے سے میرا صرف یہ مقصد ہے کہ ہم نے کس طرح ایک کامیاب اور فتحمند فوج تشکیل دی۔ آخری تجزیے میں عہدے کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ اصل طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو عہدہ نہ دیا جائے، جو جنگ کے امتحان میں ناکام ہو کر لوٹ آیا ہو۔

نظم و نسق کا مذکورہ بالا ڈھانچہ ان گوریلا سپاہیوں کے لیے ہے جو جنگ کے لیے تیار کھڑے ہوں جبکہ اس وقت سپاہیوں کی ایک چھوٹی تعداد انکے ماتحت ہوتی ہے۔

نظم و نسق اور قوانین وضوابط کی پابندی ناگزیر امر ہے۔ ضوابط اور قوانین توڑنے والوں کو سخت اور تکلیف دہ سزا دینی چاہیے۔ محض گارڈ ہاؤس کی حراست یا نظر بندی گوریلا سپاہی کو آرام کا موقعہ فراہم کرسکتی ہے اور اس دوران وہ اپنی مرضی کے مطابق کھا پی سکتا ہے۔ وہ طویل سفر، کام کاج اور پہرے کی ڈیوٹی سے بچ جاتا ہے اور اسے سونے کے لیے فالتو وقت مل جاتا ہے۔ اس لیے صرف حراست یا نظر بندی سے بہتر نتائج حاصل نہیں ہوسکتے اور سزا کا یہ طریقہ موزوں نہیں ہے۔ لیکن اگر سزا کے طور پر کسی پرجوش سپاہی سے ہتھیار چھین لیے جائیں تو یہ ترکیب سودمند ثابت ہوسکتی ہے۔ میں آپ کو ایک ایسے سپاہی کی مثال دیتا ہوں جو ڈیوٹی کے اوقات میں آرام کرسی پر لیٹا نیند کررہا تھا ہم نے اس کی رائفل چھین کر اسے یہ جتایا کہ رائفل رکھنے کا حق اسے صرف اس وقت حاصل ہوگا جب وہ لڑائی میں اپنے لیے رائفل جیت لے۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ وہ سپاہی ایک جنگی جھڑپ میں زخمی ہونے کے بعد نازک حالت میں اسپتال میں ہے، جہاں اس نے فخر سے بتایا کہ اس نے کس طرح اپنے لیے ہتھیار رکھنے کا حق دوبارہ حاصل کرلیا ہے۔ یہ اس عزم وہمت کی ایک مثال ہے جو ہم نے اپنی گوریلا فوج میں پیدا کیا تھا۔

پہرے کی طویل ڈیوٹی اور زبردستی طویل مارچ بھی سزا کے اچھے ذرائع ہیں۔ لیکن طویل پریڈ خطاکار سپاہی اور اس کے محافظوں کو تھکا کر رکھ دے گی۔ طویل مارچ کی سزا جھیلنے والے سپاہی کے ساتھ ساتھ دوسرے محافظ سپاہیوں کو بھی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جو فوج میری براہ راست کمان میں تھی اس کے لیے میں نے ہلکی خطاؤں کی سزا مٹھائیوں اور سگریٹ سے محرومی اور بڑی خطاؤں کی سزا مکمل فاقہ رکھی تھی۔ اسکے نتائج حیرت انگیز طور پر قابل اطمینان تھے۔ لیکن یہ سزا نہایت سخت تھی اور صرف خاص حالات کے تحت ہی ایسا کرنا چاہیے۔

ابتدائی گوریلا جتھے کی تشکیل

ORGANIZATION IN SECRET OF THE FIRST GUERRILLA BAND

گوریلا طرزِ جنگ پر بھی عام جنگی قوانین کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن اس کی ابتدا چونکہ سازش سے ہوتی ہے، اس لیے اس کے اپنے خاص قوانین بھی ہیں۔ اگر عام آبادی میں حکومت کے ظلم و جبر اور بے انصافی کے خلاف شدید جذبات موجود ہوں تو اس کی ابتدا وہاں سے کی جاسکتی ہے، لیکن یہ جدوجہد زیادہ تر باہر کے علاقوں اور ایسی جگہوں سے شروع کی جاتی ہے، جہاں حکومت کی فوج کا پہنچنا دشوار ہو اور ساری جدوجہد کسی ایسے ہردلعزیز اور قابل احترام راہنما کی ذات کا مرکز ہو جو اپنے عوام کی آزادی اور نجات کے لیے لڑتا ہو۔ اکثر و بیشتر تمام نئی تحریکیں غیر مناسب اور ادھوری تیاریوں کی وجہ سے نقصان اٹھاتی ہیں۔ اکثر حکومت کی جاسوسی کا محکمہ ان سازشوں سے واقف ہو جاتا ہے۔ اس لیے راز داری انتہائی ضروری امر ہے۔

لوگوں کا انتخاب انتہائی احتیاط سے کیا جائے۔ بعض اقات یہ کام آسان بھی ہوتا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں زیادہ تر مشکلات درپیش ہوتی ہیں اور صرف اپنے ہی ان ساتھیوں میں کام کرنا پڑتا ہے جو موجود ہوں۔ مثال کے طور پر جلاوطن افراد اور آزادی کی جنگ میں شرکت کرنے کی بھرپور خواہش رکھنے والے رضا کار وغیرہ۔ ان افراد کی تحقیق اور شناخت کا کوئی ذریعہ موجود نہیں ہوتا۔ ایسا ہونے کے باوجود بھی دشمن پر راز کھلنے کے لیے اس قسم کا بہانہ یا عذر فضول ہے، چاہے دشمن کے جاسوس آپ کے حلقوں میں گھس آئے ہوں۔ صرف ایک یا دو افراد کو اصل مقصد کا علم ہونا چاہیے۔ نئے رضا کاروں کو اہم عہدے اور جگہیں نہ سونپی جائیں۔

آپ کے کسی فرد کو آپ کے فوری کام اور ڈیوٹی کے علاوہ کسی دوسری بات کا علم ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ اپنے منصوبوں کو دوسرے لوگوں کی موجودگی میں زیر بحث نہ لائیں۔ آنے جانے والے پیغام رساں کی نگرانی کریں اور اس بات کی معلومات حاصل کریں کہ ہر ممبر کے کہاں کہاں اور کتنے رشتہ دار وغیرہ ہیں۔ رہن سہن اور کام کاج ہمیشہ اجتماعی شکل میں ہونا چاہیے اور کبھی انفرادی طور پر کسی شخص کو اہم کام نہ سونپا جائے۔ مرکزی حلقے سے باہر کسی پر بھروسہ مت کریں۔ خاص طور پر خواتین پر کیونکہ دشمن ہمیشہ عورتوں کو جاسوسی کے لیے استعمال کرتا ہے جو انقلابی خفیہ طرز جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہوں ان کی زندگی پاک اور ضابطے کی مکمل پابندی کے تحت گزرنی چاہیے اور جو شخص اپنے اعلیٰ افسران کی ہدایات اور احکامات پر عمل نہ کرے یا باہر غیر متعلقہ افراد یا عورتوں سے مشکوک تعلقات رکھے، چاہے اسکی نوعیت جتنی بھی غیر اہم ہو، اس شخص کو جلد ہی انقلابی ضابطے توڑنے کے جرم میں اپنی تنظیم سے باہر نکال دیں۔ اگر کام کے لیے مناسب علاقہ اور زمین مہیا ہو سکے اور کسانوں میں بے چینی و بے اطمینانی ہو اور عوام میں دشمن کے ظلم و جبر کے خلاف جذبات پیدا ہو چکے ہوں تو پھر میرے خیال میں لاطینی امریکا کے کسی بھی ملک میں مسلح انقلاب کی ابتدا میں 30 تا 40 سخت جان اور پختہ افراد پر مشتمل گروہ کافی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ گوریلوں کے ہتھیار اس قسم کے ہوں، جو دشمن استعمال کرتا ہو۔ عام حالت میں ایک جتھے میں 50 یا 100 سے زیادہ سپاہی نہیں ہونے چاہیں۔ مرکز کے تحت بے شک 500 یا اس سے بھی زیادہ افراد ہوں۔ لیکن ان 500 افراد کو مناسب طریقے سے تقسیم کر کے کام کرنا چاہیے، کیونکہ ملکر کام کرنے کی صورت میں اتنا بڑا گروہ لازم طور پر حکومت کی توجہ اپنی طرف مبذول کرے گا اور دوسرا یہ کہ غداری کے نتیجے میں پورا مرکز تباہ ہو سکتا ہے۔

ہیڈ کوارٹر کی جگہ زیادہ جتھوں یا گروہوں کو بتائی جاسکتی ہے اور رضا کار اس جگہ پر آکر مل سکتے ہیں لیکن گوریلا تحریک کے راہنما اس جگہ پر کبھی کبھار ہی

جائیں اوراس جگہ پر اس قسم کی اہم دستاویزات اور کاغذات وغیرہ نہ رکھے جائیں جن کے ذریعے دیگر گروہوں یا افراد کے بارے میں پتہ چلتا ہو۔ گوریلا راہنما ادھر ادھر خفیہ جگہوں پر روپوش رہیں۔ اسلحے کے ذخیرے کے بارے میں ایک یا دو سے زیادہ افراد کو علم نہیں ہونا چاہیے۔ اسلحہ اور ہتھیار وغیرہ صرف اس وقت تقسیم کیے جائیں جب معرکہ شروع ہونے والا ہوتا کہ متعلقہ لوگوں کو خواہ مخواہ غیر ضروری خطرات کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اسلحہ و گولہ بارود کا بھی فضول خسارہ نہ ہو۔ یہ جدوجہد مشکل، طویل اور سخت ہوگی اور اس میں ناکامیوں کا سامنا بھی کرنا ہوگا۔ صرف بلند عزم و ہمت، نظم وضبط کی سخت پابندی اور آخر اپنی فتح پر کامل یقین ہی گوریلا سپاہیوں کے حوصلے بلند رکھ سکتی ہے۔ کیوبا میں صرف 12 جانبازوں کے گروہ اور ایک فیڈل کاسترو نے آخرکار فتح حاصل کی۔

جسمانی اور نظریاتی تربیت، تھکا دینے والے سفر اور معرکے گوریلا مہمات، نشانہ بازی کی مشق اور نقشوں کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے تربیتی کورسز وغیرہ کے ذریعے لوگوں کو ان مشکلات کے لیے تیار کیا جائے جو فتح سے قبل اس جدوجہد کے دوران انھیں برداشت کرنی ہونگیں۔

فتح کا تحفظ

DEFENSE OF POWER THAT HAS BEEN WON

آزادی اور آخری فتح اسی صورت میں ہوگی جب دشمن فوج اور حکومت کے تمام اداروں کے ڈھانچے اور نظام کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے۔ اس موقع پر امریکا اور اس کے طفیلی ممالک کی نام نہاد، خود ساختہ اور ''سچی خبریں'' فراہم کرنے والی ایجنسیاں جم کر اس نو آزاد ملک کی مخالفت کریں گی۔ اس لیے پرانی آمرانہ فوج اور اس کے سپاہیوں کا نام ونشان تک مٹا دینا چاہیے۔ جنگی جذبہ، چوں چراں کیے بغیر فرمانبرداری، ملٹری ڈیوٹی کے پرانے تصورات، اس کے ضابطے اور یہ نظام اس وقت تک جڑ سے اکھاڑ کر نہیں پھینکے جا سکتے، جب تک کہ بلند کردار، نیک، لیکن زیادہ تر ناخواندہ فاتح گوریلا، پرانی فوج کے تربیت یافتہ اور جنگی سائنس کی مہارت رکھنے والے آفیسرز کو برداشت کرتے رہیں گے جن کے دل گوریلا سپاہیوں کے خلاف بغض اور کینے سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

انقلابی عمل کو جاری رکھنے اور اس کی ترقی کے لیے ایک نئی فوج کی تشکیل لازم ہے جو انقلابی پیشہ ورانہ جنگی مہارت، نظریاتی پختگی اور جنگ کے میدان میں اہلیت کے لحاظ سے طاقتور ہو۔ اس موقع پر متوقع دفاعی جنگ کی تیاری شروع کر دیں جس کا آغاز کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ فتح کے بعد ہزاروں کی تعداد میں ''نئے انقلابی'' جوش اور جذبے سے گوریلا فوج میں شامل ہونے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ ان کو گوریلا طرز جنگ کی سخت تربیت اور نظریاتی تعلیم دی جائے۔ فوجی یونٹوں میں تبدیل شدہ نئے انقلابی حقائق کے موثر اور مفید تشہیر کے لیے پروپیگنڈے کا نظام قائم کیا جائے۔

اس مہم کو سپاہیوں، دیہی آبادیوں اور مزدوروں تک پہنچانا چاہیے اور انہیں یہ سمجھانا چاہیے کہ انقلاب کے مقاصد کیا ہیں، گوریلا فوج کس نصب العین کے لیے لڑتی رہی ہے اور اس جدوجہد میں شہید ہونے والے ساتھیوں نے کن اعلیٰ مقاصد کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ ان کو باقاعدہ تعلیم و تربیت دی جائے تاکہ جہالت کا خاتمہ ہو سکے۔ نئی فوج کو جنگ کے میدان کے لیے انتہائی موثر، ماہر اور انتہائی ترقی یافتہ طاقت میں تبدیل کر دیں۔

یہ سب کچھ کرنے کے لیے وقت درکار ہے۔ جب پرانی آمرانہ فوج میں رہے بہترین جنگی صلاحیتیں رکھنے والے موزوں افراد، جو انقلابی مقاصد کے لیے کام کرنے پر تیار ہوں اور جن کی کامیاب نظریاتی تعلیم ہو چکی ہو، انھیں عوامی فوج کی پیشہ ورانہ اور تکنیکی معیار کو بلند کرنے کے لیے استعمال کریں۔

کیوبا کے موجودہ حالات کا تجزیہ اور اس کا مستقبل

ANALYSIS OF THE CUBAN SITUATION, ITS PRESENT AND ITS FUTURE

اس واقعے کو ایک سال کا عرصہ بیت چکا ہے (کامریڈ چے نے یہ کتاب کیوبن انقلاب کے ایک سال بعد 1960 میں تحریر کی تھی۔مترجم) جب ایک طویل جدوجہد کے بعد ہم نے کیوبا کے آمر کو راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا تھا۔ ہماری حکومت عظیم سماجی، معاشی اور سیاسی کامیابیوں سے ہمکنار ہو چکی ہے۔ ہمارا قومی انقلاب بنیادی طور پر زرعی تھا لیکن اس کو محنت کشوں، درمیانے طبقے اور یہاں تک کہ کسی حد تک کچھ کارخانہ داروں کی بھی پُر جوش حمایت حاصل تھی۔ ہمارا انقلاب اب ایک خاص بین الاقوامی اہمیت حاصل کر چکا ہے اور اسے عوام کی تائید و توثیق حاصل ہے۔اس ضمن میں پہلے بیان کیے گئے تمام قوانین اور ضوابط کو دہرانا مقصد نہیں ہے بلکہ ان میں سے کچھ کی اہمیت پر اس طرح زور دینا ہے کہ کیوبا کے عوام کے لیے نئی حکومت کی دلچسپی واضح ہو جائے۔

پہلے ہم کرائے اور ٹھیکے کے قوانین اور عوامی استعمال کی اشیاء کی قیمتوں کو دیکھیں گے۔شروع شروع میں سارے موقعہ پرست افراد کا خیال تھا کہ فیڈرل کاسترو اور اسکے ساتھی، جنھوں نے یہ انقلاب برپا کیا ہے ملنسار طبیعت کے حامل، حالات کے مطابق تبدیل ہونے والے،''دور اندیش''''احمق''اور پرانے سیاستدانوں کی طرح ہونگے۔لیکن جلد ہی انھوں نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا کہ یہ تبدیلیاں بنیادی سطح پر کی جا رہی ہیں اور اب ناجائز فوائد حاصل کرنے والوں کے مفادات ختم ہو رہے ہیں۔فاتح گوریلا فوج اور انکے ساتھیوں کو کمیونسٹ کہا گیا اور وہ لوگ جن کی ناجائز اور غیر اخلاقی ذرائع سے حاصل کی گئی منافع خوری ختم کی گئی تھی انھیں غیر کمیونسٹ یا کمیونسٹوں کے دشمن کا خطاب دیا گیا۔زمینوں پر کسانوں کے حق اور آسان اقساط پر خریداری کے قوانین کی وجہ سے بھی کچھ لوگوں میں بے چینی پھیل گئی۔لیکن یہاں ابھی تک یہ آس تھی کہ''دیوانہ کاسترو''کسی ڈپلومیٹ''یا''پورٹر''کے مشوروں پر''جمہوریت''کی نیک راہ پر آ جائے گا۔مستقبل کے بارے میں ان کی امیدیں ابھی تک قائم تھیں زرعی اصلاحات کا نفاذ، ایسے مفاد پرستوں پر بھرپور وار تھا اور ان کی آنکھیں کھل چکی تھیں ۔مخالفین کے بڑے حامی'' گاسٹن بکیرو'' نے بھاگ کر آمریت کے سائے تلے اسپین میں پناہ لی جبکہ باقی ماندہ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ محض کاغذی قوانین ہیں۔ بالائی طبقے کے سماجی سائنسدانوں اور اقتصادی ماہرین کا خیال تھا کہ یہ کارروائیاں محض ان پڑھ اور جاہل گوریلوں کا مسخرہ پن ہے۔یہ لوگ حقائق سے دور اپنی ہی دنیا میں رہ رہے تھے۔زرعی اصلاحات کی قومی کمیٹی نے انتہائی تیزی اور جرأت سے بڑے زمینداروں کی زمین تقسیم کر دی اور زمین کی ملکیت کے نئے قوانین تشکیل دیئے۔

ان اصلاحات سے تمباکو کے بڑے فارمز اور زمینیں، بے زمین کسانوں اور محنت کشوں کو مل گئیں اور تکنیکی آراء، مالی ضروریات کے مطابق اور مشینری وغیرہ کے ذریعے کسانوں کی مدد کی گئی۔کسانوں کے مشترکہ فارمز (Cooperaative) کا نظام قائم کیا گیا۔

کیوبن قومیت کے نئے طرز فکر کا علمبردار، فیڈرل کاسترو آزادی کی علامت بن چکا ہے۔

110.860 کلومیٹر پر پھیلا ہوا یہ چھوٹا جزیرہ جس کی کل آبادی 65 لاکھ نفوس

(کیوبا کی موجودہ آبادی 11.2 ملین ہے۔مترجم) پر مشتمل ہے، امریکا کے دیگر خطوں میں غلامی کے خلاف جدوجہد کا راہنما بن چکا ہے۔ یہ امریکی ممالک جو طاقت میں ہم سے زیادہ بہتر ہیں اور بیرونی اجارہ داری کے مقابلے میں اپنی قومی سرمایہ داری کو بڑھانے کی تگ ودو میں مصروف ہیں، اس چھوٹی لیکن نئی آزادی کی قوت سے آگاہ ہورہے ہیں۔ ہم خطے کے دیگر ممالک سے الگ تھلگ ہیں اس لیے اس انقلاب اور حال ہی میں حاصل کی گئی آزادی کے لیے ہمیں سارے عوام کے تائید وتعاون، پرجوش نظریاتی حمایت اور قربانی کے جذبے کی ضرورت ہے۔

دنیا میں نیا سورج ابھر رہا ہے۔ پرانا نظام دم توڑ رہا ہے۔ ایشیاء اور افریقہ کے عوام کی قومی آزادی کی جدوجہد کے سامنے ظلم کے مینار یکے بعد دیگرے گر پڑیں گے۔ اب عوام متحد ہو چکے ہیں اور اس اتحاد کی بنیاد مذہب نہیں، بلکہ اپنی تقدیر کو بہتر بنانے کا مشترکہ جذبہ ہے۔ ایشیاء اور افریقا متحد ہو چکے ہیں اور بڑی ظالم طاقتیں عوامی مطالبات کے سامنے سرنگوں ہورہی ہیں۔ بیلجیم اور ہالینڈ کی سامراجی سلطنتیں کھوکھلی ہو چکی ہیں، جرمنی اور اٹلی اپنی نوآبادیات سے ہاتھ دھورہے ہیں جبکہ فرانس ایک تلخ جنگ کے بعد اپنی پالیسیوں میں تبدیلیاں کررہا ہے۔ برطانیہ ڈپلومیسی اور مصلحت سے کام لیکر اپنی نوآبادیات کو بظاہر سیاسی آزادی تو دے چکا ہے، مگر اپنی اقتصادی بالادستی قائم رکھے ہوئے ہے۔

امریکی سامراجیت یورپ کی استعماری طاقتوں کی جگہ لے رہا ہے لیکن یہ ایک عبوری دور ہے۔ امریکی سامراج کی معاشی بالادستی نوآزاد ممالک میں اپنی جڑیں مضبوطی سے پیوست نہیں کرسکی ہے اور اب امریکی عتاب کی شدت ختم ہورہی ہے۔ دنیا کے زیادہ تر حصوں میں ظلم وجبر کا جنازہ نکل چکا ہے یا نکلنے والا ہے۔

امریکا کے خطوں کی حالت مختلف ہے کچھ عرصے قبل برطانوی سامراج نے ہمارے علاقوں کو چھوڑ دیا تھا۔ لیکن نوعمر یانکی (امریکی) سرمایہ داری نے یہاں برطانوی طرز پر ''جمہوری حکومت'' قائم کر کے ہماری لوٹ کھسوٹ شروع کردی اور لاطینی امریکا کے 20 ممالک میں ہر ایک پر اپنی حکومت قائم کرلی۔ یہ امریکی لوٹ کھسوٹ اور ایک اجارہ داری کے علاقے ہیں۔ امریکی سامراج کی وجہ سے ہی یہ اجارہ داری قائم ہے اور امریکی سامراج کے بغیر یہ اجارہ داری ختم ہو جائے گی۔ اگر لاطینی امریکا کی ساری آبادی اپنی عزت اور آزادی کا علم بلند کردیں، جیسا کہ کیوبا نے کیا ہے تو یہ اجارہ دارانہ حکومتیں گر پڑیں گی۔

کیوبا نے سامراجیوں کے لیے دو بری مثالیں قائم کی ہیں۔ اجارہ دار اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک یہ ''بری مثال'' قائم اور زندہ ہے۔ ان کے سربراہ یہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ ہمیں تباہ کردیا جائے گا۔ اجارہ داری اور لوٹ کھسوٹ کے یہ حاشیہ بردار جو کانگریس کے ممبران کے سیاسی لباس میں جلوہ گر ہوتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ کمیونزم کے اس مرکز (کیوبا) میں مداخلت کرنا ضروری ہے۔ اس کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ کیوبا کو ناگزیر طور پر تباہ کردیا جائے۔

خیر، اب دیکھتے ہیں کہ انکی کامیابی کا امکان کس حد تک ہے کہ ناکہ بندی ان کا پہلا حربہ ہے۔ مثال کے طور پر امریکا ہمارے بینکوں کو قرض دینا بند کرسکتا ہے، باہر کے لوگوں کو ہمارے کاروباری حلقوں اور بینکوں کے ساتھ لین دین سے منع کرسکتا ہے اور امریکا مغربی یورپ کو بھی اپنے ان حربوں کو استعمال کرنے کے لیے آمادہ کرسکتا ہے، لیکن صرف ان حربوں سے ان کا کام نہیں چلے گا۔

ابتدا میں یہ اقتصادی پابندیاں ہماری معیشت پر زبردست دباؤ کا باعث بنیں گی۔ لیکن آخر کار ناکہ بندی کرنے والے ممالک پر اس کا الٹا اثر پڑے گا۔

ہم اجارہ داروں کی طرف سے بمباری اور گنے کی فصل کو جلا کر راکھ کر دینے کی دھمکیوں سے بھی پریشان نہیں ہیں یہ دھمکیاں صرف عوام کی نظروں میں انقلابی حکومت کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے دی جارہی ہیں۔

اقتصادی دباؤ کے علاوہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ کسی پھٹو طاقت، مثال کے طور پر ڈومینیکا کے ذریعے براہِ راست مداخلت کی جائے۔اس قسم کا حملہ بہت سے مسائل کو جنم دے گا۔ بے شک یہ اندیشہ بھی ہمیشہ پیش نظر رہے کہ اجارہ داروں کے غیض وغضب اور غصے کے نتیجے میں اس ''دیوانے فیڈرل کاسترو'' کو مروا دیا جائے اور اس طرح اس کے دیگر ''دیوانے'' ساتھی نشانہ بنا دیئے جائیں۔

ایسا ہوتے ہوئے بھی اے اجارہ داری کے ٹھیکہ دارو! عوام کو مت بھولو، عوام تمہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے اور انتہائی خطرناک انتقام لیں گے پھر کوئی چیز یا کوئی شخص ان کو روک نہیں سکے گا۔

دوسرا حربہ یہ ہے کہ کیوبا کو ملنے والے اسلحے کے ذرائع بند کرائے جائیں۔ آخری حربے کے طور پر وہ براہ راست حملہ کرنے کا بھی سوچ سکتے ہیں اور اس وقت شاید وہ اپنی IBM مشینوں پر اس کے بارے میں فوائد اور نقصانات کو سامنے رکھ کر سوچ بچار میں مصروف ہیں۔ وہ اسپین والا حربہ بھی استعمال کر سکتے ہیں، مثال کے طور پر جلاوطن اور رضا کاروں کو استعمال کر سکتے ہیں یا پھر بیرونی سپاہیوں اور کرائے کے فوجیوں کو فضائی اور بحری امداد دیکر روانہ کر سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی دشمن کامیاب نہیں ہو سکتے ۔

اس کے بہت سارے اسباب ہیں۔ یہ 1960 کا سال ہے۔ یہ غیر ترقی یافتہ ممالک کی فتح کا وقت ہے، یہ عوامی آزادی کا وقت ہے یہ وہ وقت ہے جس میں موت کے سوداگروں کی حکومت میں پسنے والے کروڑوں محنت کشوں کی آواز گونجے گی۔ ہر اک مسلح اور نظریاتی لحاظ سے پختہ و مظلوم قوم اپنے دُھن کے پکے راہنماؤں کی قیادت میں جنگ لڑے گی۔ شہروں میں مزدور اپنے کارخانوں کی حفاظت کے لیے جان کی بازی لگا دیں گے اور کسان اپنی زمینوں پر قابض ہونے والے حملہ آور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔

کیوبا کا انقلاب نظریاتی مطالعے کے لیے کچھ نوٹس

Notes for the Study of the Ideology of the Cuban Revolution

یہ ایک ایسا انوکھا انقلاب ہے جس کے بارے میں کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ یہ انقلاب، انقلابی علم کے بنیادی اصول کی نفی کرتا ہے۔ کامریڈ لینن اس اصول کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ''انقلابی نظریے کے بغیر انقلاب ممکن نہیں ہو سکتا'' درحقیقت یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ انقلابی نظریہ جو سماجی سچائی کا اظہار ہے وہ ایسے کسی بھی بیان سے آزاد ہے۔ بالفاظِ دیگر نظریے پر مہارت کے بغیر بھی انقلاب کامیاب و کامران ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ حقائق کی درست تشریح کی جائے اور موجود انقلابی قوتوں کو بھی جائز اور درست طور پر کام میں لایا جائے۔ انقلاب ہمیشہ الگ الگ رجحانات کے عنصر اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتا ہے جو عمل اور انقلاب کے اولین مقاصد میں یکجا ہو جاتے ہیں۔ یہ اچھی طرح واضح ہے کہ اگر قیادت انقلابی عمل سے قبل پختہ نظریاتی جانکاری رکھتی ہے تو وہ حالات کے موافق نظریے کے ذریعے Trail and error کے گھیرے سے آزاد ہو سکتی ہے

ہمارے انقلاب کے بنیادی کرداروں کے پاس بھی کوئی ہم آہنگ نظریاتی کسوٹی موجود نہیں تھی۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ آج کی دنیا میں موجود موضوعات یعنی تاریخ کے تصورات، سماج، اقتصادیات اور انقلاب سے ناواقف تھے۔ حقائق کے گہرے فہم وادراک، عوام کے ساتھ قریبی تعلق ورشتے، آزادی کے مقصد سے وابستگی اور عملی وانقلابی تجربے نے اس قیادت کو موقع فراہم کیا کہ وہ جامع نظریاتی نقطہ نظر تشکیل دے سکے۔

یہ مندرجہ بالا خیالات اس دلچسپ مظہر کی تشریح کی تمہید ہیں جس نے دنیا بھر میں بغاوتوں کا سلسلہ برپا کیا اور اس انقلاب نے لاطینی امریکا کے ملک کیوبا میں جنم لیا۔

یہ ایک ایسی سماجی کایا پلٹ تھی جو موجودہ عالمی تاریخ میں کافی حد تک مطالعاتی اہمیت کی حامل ہے کہ کس طرح چند افراد پر مشتمل ایک گروہ نے اپنے سے مہارت اور ہتھیاروں میں زیادہ باصلاحیت قوت کے سامنے نہ صرف اپنا وجود قائم رکھا بلکہ جلد ہی لڑائی کے میدان میں اس سے زیادہ طاقتور ہو گیا اور دشمن کو پیچھے دھکیلتے ہوئے لڑائی کے نئے مراحل میں داخل ہو گیا۔ آخری نتیجے کے طور پر اس گروہ نے میدان جنگ میں دشمن پر فتح حاصل کی جبکہ اس گروہ کا عملہ تعداد میں انتہائی کم تھا۔

یہ حقیقت واضح ہے کہ ہم، جو نظریے کی ضرورت کی اتنی فکر نہیں رکھتے، اس انقلاب کی صداقت کی تشریح ہرگز ایسی نہیں کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ہی اس انقلاب کے بانی مبانی ہیں بلکہ ہم صرف وہ بنیاد بتانا چاہتے ہیں جس کے ذریعے اس انقلاب کے سچ کو سمجھنا ممکن ہو سکے۔ اصولی طور پر کیوبا کے انقلاب کو دو قطعی الگ مرحلوں میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔ پہلا مرحلہ جنوری 1959 تک کی مسلح جدوجہد پر مشتمل ہے اور دوسرا مرحلہ انقلاب کے بعد سیاسی اقتصادی اور سماجی تبدیلیوں کا اظہار کرتا ہے۔ ہر چند کہ یہ دو مرحلے یا درجے اور بھی زیادہ حصوں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں لیکن ہم اس انقلاب کو تاریخی منظر نامے کی حیثیت سے بیان کرنا نہیں چاہتے بلکہ اس کے برعکس ہم اس سماجی کایا پلٹ کی تفسیر، اس کے راہنماؤں کے عوام کے ساتھ تعلق میں نمو پاتی ہوئی انقلابی سوچ کے ذریعے کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں جدید دنیا کی سب سے زیادہ متضاد اصطلاح ''مارکسزم'' کے ساتھ اپنے عام رویے کے تعارف سے کرنی ہوگی۔ جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ ہم مارکسی ہیں یا نہیں؟ تو اس وقت ہماری رائے وہی ہے جو کسی طبعیات دان یا ماہر حیاتیات کی ہوسکتی ہے یعنی جب ان سے پوچھا جائے کہ تم نیوٹن وادی Newtonian ہو یا پاسچر وادی Pasteunrian ہو۔

کچھ ایسے واضح اور عیاں حقائق ہیں جو عوام کے شعور کا حصہ بن چکے ہیں اور جن کے بارے میں سچ پوچھو تو بحث بے معنی ہے۔ ایک فرد کو ناگزیر طور پر ایسے ''مارکسی'' ہونا چاہیے جیسا کہ طبعیات میں کوئی نیوٹن وادی یا حیاتیات میں کوئی پاسچر وادی ہے۔ اس حقیقت کو ذہن میں رکھیں کہ اگر نئے مظاہر نئے غور وفکر کے متقاضی ہیں تو یہ نئے خیالات پرانی سوچ کی جزوی صداقت کو خود میں جذب کرتے ہیں، لیکن اس کا خاتمہ نہیں کرتے۔ ایسی ہی ایک مثال آئن سٹائن اور پلانک کے ''نسبتیت'' اور ''کوانٹم'' کے نظریات کا نیوٹن کی کلاسیکل طبعیات سے تعلق ہے۔ یہ نظریات اس انگریز سائنسدان کے نظریات سے انکار نہیں کرتے اور نہ ہی اس کا انکار ہیں۔ بلکہ وہ نیوٹن کے احسان مند ہیں کہ جس کی وجہ سے طبعیات، مکان (Space) کے بارے میں متعدد نئے نظریات قائم کر سکی ہے۔ سماجی اور سیاسی علم کا ارتقا ایک تاریخی سلسلہ ہے اور اس سلسلے میں اصلاح اور تبدیلی کا ایک لگاتار عمل جاری و ساری ہے۔

بنی نوع انسان ابتدا میں چینی، عربی اور ہندی ریاضی وجود رکھتا تھا لیکن آج ریاضی ان حد بندیوں سے آزاد ہے۔ ۔جیسے فطری سائنس کی تاریخ میں ایک یونانی فیثا غورث، ایک اطالوی گیلیلیو، ایک انگریز نیوٹن، ایک روسی لوبا چیوسکی اور جرمن آئن سٹائن وغیرہ وجود رکھتے ہیں، اس طرح سماجی اور سیاسی عمل کے دائرے میں عالم ڈیموکریٹس سے کارل مارکس تک نے اپنے اصولوں، تحقیقات، تجربات اور نظریات کی بنیاد پر اضافہ اور اصلاحات کی ہیں۔

مارکس کی قابلیت اس میں ہے کہ وہ سماجی فکر کی تاریخ میں معیاری تبدیلی لائے ہیں۔ وہ تاریخ کی تفسیر کرتے ہیں اس کی تحریک سمجھاتے ہیں اور مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہیں۔ لیکن ان تمام علمی اضافوں کے ساتھ ساتھ وہ ایک ایسے انقلابی خیال کا اظہار کرتے ہیں جس کے مطابق دنیا کی صرف تشریح کرنا کافی نہیں بلکہ اسے تبدیل کرنا بھی لازم ہے۔ انسان صرف ماحول کا غلام اور آلہ نہیں ہے بلکہ وہ اپنے آپ اور اپنی تقدیر کا خالق ہے۔ اس وقت مارکس خود کو ایک ایسی صورتحال میں مبتلا پاتا ہے جس میں وہ ان سب لوگوں کے الزامات کا مرکز بن جاتا ہے جو ڈیموکریٹس کے ساتھ روا رکھی گئی اس رسم کو دہرانے کے حامی ہیں، جس میں افلاطون اور ایتھنز کے غلامانہ نظام کے مفکرین نے اس کی کتابوں کو نذر آتش کیا تھا۔

اس انقلابی مارکس سے ابتدا کرتے ہوئے ایک سیاسی گروہ ٹھوس خیالات کی بنیاد پر خود کو منظّم کرتا ہے۔ مارکس اور اینگلز جیسی دیو ہیکل شخصیات کی بنیاد پر یہ گروہ ترقی اور ارتقا کے بہت سے نئے مراحل لینن، اسٹالین، ماؤزے تنگ اور سوویت و چینی ریاستوں کی صورت میں طے کرتا ہے اور اس کی ابھی مزید دیگر مثالیں ملتی ہیں۔ کیوبا کا انقلاب مارکس کے ساتھ نباہ اس وقت کرتا ہے جب مارکس خود سائنس اور علم کو ترک کر کے انقلابی بندوق کو کندھا دیتا ہے۔ یہ انقلاب مارکسی فکر میں ترمیم و تکرار نہیں کرتا بلکہ اس مارکس کا ساتھ دیتا ہے، جو خود کو تاریخ کے مطالعے اور پیش گوئیوں سے آزاد کرتا ہے۔ یعنی انقلابی مارکس، جو تاریخ میں لڑائی کی راہ دکھاتا ہے۔ ہم عملی انقلابی، اپنی جدوجہد میں صرف عالم مارکس کے آشکار کیے گئے قوانین کی تکمیل کرتے ہیں۔ ہم صرف عالم مارکس کی پیش گوئیوں کے ساتھ نباہ کرتے ہیں اور جیسے جیسے ہم بغاوت اور پرانے راج کے خلاف جدوجہد کا سفر طے کرتے ہیں، ویسے ویسے ہم اس نظام کے خاتمے کے لیے عوام کی حمایت حاصل کرتے ہیں اور عوام کی یہی مسرت ہماری جدوجہد کی بنیاد ہے۔ مارکسزم کے اصول کیوبا کے انقلاب میں بھی موجود ہیں اور اس حقیقت سے آزاد کہ اس انقلاب کے راہنما کونسے خیالات رکھتے ہیں اور یہ راہنما نظریاتی حوالے سے تاریخ کے قوانین کے کس حد تک ماہر ہیں۔

گوریلا جنگ کے ہر مختصر تاریخی لمحے نے الگ سماجی تصورات کی تشکیل کی تھی اور کیوبا کی سماجی حقیقت کے الگ الگ رخوں کو سمجھایا تھا۔ ان لمحات نے انقلاب کے مسلح راہنماؤں کی سوچ کا تعین کیا تھا جس کو الگ حالات میں سیاسی رہنمائی کی حیثیت اختیار کرنی تھی۔ گارانما کی زمین پر قدم رکھنے سے قبل گوریلوں پر ایک ایسی ذہنیت حاوی تھی جو کافی حد تک موضوعی تھی۔ ہمیں تیز و توانا عوامی ابھار پر اندھا اعتماد تھا اور یہ اعتبار تھا کہ باتستا حکومت ایک ہلکی جھڑپ اور خود رو عوامی احتجاجات کی حمایت سے اپنے اختتام کو پہنچے گی اور یوں کیوبا کے آمر باتستا کا زوال ہوگا۔ لیکن میدان جنگ میں داخل ہونے کے ساتھ ہی شکست کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور تمام قوتوں اور صلاحیتوں کی مکمل تباہی، از سر نو تنظیم کاری کی تشکیل کا تقاضہ کرتی ہے۔ وہی جدوجہد کے جذبے سے بھرپور بچے کچے انقلابی اس نتیجے پر پہنچے کہ سارے جزیرے میں موجود خود رو تحریکوں پر انحصار کرنا ایک غلط فہمی تھی۔ انھیں اس حقیقت کا ادراک بھی ہوا کہ یہ جنگ ایک طویل عرصے تک جاری رہے گی اور اس لڑائی میں دیگر ساتھیوں کی شراکت و حصہ ناگزیر ہے۔

دو واقعات، لڑائی کے نقطہ نظر سے نہیں بلکہ نفسیاتی طور پر نمودار ہوئے جو انتہائی اہمیت کے حامل تھے۔ پہلا واقعہ یہ ہوا کہ شہری عوام، جن پر مرکزی گوریلا

گروہ مشتمل تھا، دیہاتیوں کے لیے جونفرت محسوس کرتے تھے وہ ختم ہوگئی۔اس کے برعکس دیہاتیوں کا گوریلا گروہ پر اعتبار نہیں تھا اور وہ حکومت کے وحشی رویے سے خوفزدہ تھے۔لڑائی کے اس مرحلے میں ایسی دو حقیقتوں نے اپنا اظہار کیا جوان الگ الگ سماجی حصوں کے نقطہ نگاہ سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔دیہاتیوں پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح تھی کہ فوج کی طرف سے ہر قسم کے عتاب اور وحشی رویے گوریلا جنگ کو ختم کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔ہر چند کہ یہی فوج ان دیہاتیوں کے گھروں، خاندانوں اور فصلوں کو تباہ کرسکتی تھی۔دیہاتیوں کے لیے گوریلا جتھوں کے دفاع کی آڑ لینا درست حل تھا جو ثابت بھی ہوا اور اسی طرح گوریلوں کو بھی اپنی لڑائی میں دیہی باشندوں کی ناگزیر شمولیت کا احساس ہوسکا۔

باتستا حکومت کا باغی (گوریلوں) پر بڑے حملے کے نتیجے میں جنگ نے ایک نئی صورت اختیار کی اور موجودہ قوتوں کے باہمی تعلق کا رخ انقلاب کی جانب مڑ گیا۔ڈیڑھ ماہ کے اندر اندر 2 چھوٹے جتھے، جن میں ایک اسی (80) اور دوسرا 140 افراد پر مشتمل تھا۔ہزاروں سپاہیوں کا گھیرا توڑ کر کیما گوی کا علاقہ عبور کر کے لاس ولاس پہنچ گئے اور اس طرح اس جزیرے کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے کام کی ابتدا ہوئی۔

یہ عجیب، سمجھ میں نہ آنے والی اور حیرت میں مبتلا کرنے والی حقیقت لگتی ہے کہ انتہائی کم تعداد کے یہ دو جتھے موثر رابطے، مضبوط نقل وحرکت وحملہ اور جدید لڑائی کے ہتھیاروں کے بغیر ایک جدید تربیت یافتہ اور اچھی طرح مسلح فوج کا مقابلہ کرسکے۔

ہر جنگجو گروہ کی کوئی اہم خاصیت اس گروہ کی کامیابی کی بنیاد ہوتی ہے۔ایک گوریلا جنگجو کو جتنی کم آسائشیں میسر ہوتی ہیں اتنا ہی وہ فطرت کے عذاب سہنے کے قابل اور اپنی ذات میں خود کفیل ہوتا ہے، اس کا اخلاق بلند ہوتا ہے اور اس کو اپنی حفاظت کا احساس نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔اس سے اعلیٰ اخلاق اور اپنی زندگی کو داؤ پر لگانے کا سبق اسے ازبر ہوتا ہے، اسے اپنی زندگی پر اتنا ہی بھروسہ ہوتا ہے جتنا کہ اچھلے ہوئے سکے پر ہوسکتا ہے۔غرضیکہ اس قسم کی لڑائی میں ایک گوریلا جنگجو کے لیے یہ بات کم ہی اہمیت رکھتی ہے کہ اس جنگ کے دوران وہ خود زندہ رہتا بھی ہے یا نہیں۔

کیوبا کی مثال میں دشمن سپاہی، جنھیں ہم اب سمجھنا چاہتے ہیں۔آمر باتستا کی چھوٹی سطح کے ساتھی ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھیں منافع خوروں کی طویل قطار میں آخری بچے کچے ٹکڑے نصیب ہوتے ہیں اور یہ قطار وال اسٹریٹ سے شروع ہوکر ان پر ختم ہوتی ہے۔یہ اپنے مراعات کا دفاع کرنے پر مجبور ہیں، لیکن یہ ان مراعات کا اس حد تک دفاع کرتے ہیں جس حد تک وہ انکے لیے اہمیت کی حامل ہیں۔ان کی تنخواہ اور پنشن تکالیف اور خطرات کی قدر کے متبادل ہیں۔لیکن یہ کبھی بھی ان کی زندگیوں کا متبادل نہیں ہوسکتیں۔اگر ان مراعات کا دفاع ان کے لیے مہنگا ثابت ہوتا ہے تو پھر ان کی بہتری اس سے دستبردار ہونے یعنی گوریلا جنگ کے خطرات سے نجات میں ہے۔ان دونوں تصورات اور اخلاقی رویوں سے یہ فرق واضح ہوتا ہے جس نے 31 دسمبر 1958 کے بحران کو جنم دیا، یہاں یہ بغاوت اختتام کو پہنچی۔لیکن وہ افراد جو اوریینٹ، کیما گوی اور لاس ولاس شہر کے پہاڑوں اور میدانوں میں سخت جدوجہد اور لڑائی کے نتیجے میں ہوانا پہنچے، وہ نظریاتی طور پر ایک جیسے افراد نہیں تھے۔

یہ وہی تھے جنھوں نے لاس کولوراڈاس کے ساحلوں پر قدم رکھے تھے اور جو جدوجہد کے ابتدائی مراحل میں شریک تھے۔ان کی دیہی باشندوں میں بے اعتباری اب ان کے لیے پیار واحترام میں تبدیل ہوگئی۔ان کی دیہی زندگی کے بارے میں لاعلمی ہمارے کسانوں کی ضروریات کے بارے میں جانکاری پر منتج ہوئی۔ان کا سماجی اعداد و شمار اور نظریے سے ناپختہ تعلق ''عمل'' کے سیمنٹ سے مضبوط اور پختہ ہوگیا تھا۔

زرعی اصلاح کے اعلان کے ساتھ (جس کی ابتدا سیرا مائسترا کے علاقے میں ہوتی ہے) یہ انقلابی سامراج کے ساتھ تصادم میں آتے ہیں۔یہ جانتے

ہیں کہ ''زرعی اصلاح''ہی وہ بنیاد ہے جس پر نئے کیوبا کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ یہ جانتے ہیں کہ زرعی اصلاح بے زمین کسانوں کو دھرتی کا مالک بنادے گی اور یہ زمین کو منصفانہ تقسیم پر مشتمل قبضہ خوروں سے آزاد کرائے گی۔ یہ انقلابی یہ بھی سمجھ رہے ہیں کہ زمین کے یہ غیر منصفانہ آقا امریکا کی حکومت اور ریاستی اداروں میں اثر ورسوخ رکھتے ہیں۔لیکن ان انقلابیوں نے بہادری، کھلے دل اور عوام کی حمایت کے ساتھ مشکلات پر فتح حاصل کرنا سیکھ لیا ہے اور انھوں نے آزادی کا وہ مستقبل دیکھا ہے جو تکلیف کے کسی دوسرے مرحلے پر ہمارا انتظار کررہا ہے۔

مترجم کا تعارف

مشتاق علی شان 14 جنوری 1979 کو کراچی کی ایک مزدور بستی کے محنت کش گھرانے میں پیدا ہوئے۔ یہ غربت کی منحوس بلا ہی ہے جس نے بچپن سے ہی ان کے ہاتھوں میں کھلونوں کی جگہ مزدوری کے اوزار تھما دیئے اور یوں انکی آنکھوں میں شرارت کی جگہ سنجیدگی در آئی۔ ابتدائی تعلیم کراچی میں ہی حاصل کی اور بعد ازاں 22 سال کی عمر میں تلاشِ معاش کے سلسلے میں سمندر پار چلے گئے جہاں 8 سال تک عرب کے صحراؤں کی خاک چھانی اور دنیا کے اطوار اور دورنگی کو دیکھا۔علم وادب سے شغف کے باعث ادب، تاریخ اور فلسفے کا مطالعہ کیا اور محنت کش طبقے سے وابستگی کی بنا پر اس کا واضح اظہار سیاسی فلسفے یعنی مارکس ازم،لینن ازم کی صورت میں عیاں ہوا۔شان بیک وقت ایک سیاسی کارکن، ترقی پسند لکھاری، مترجم اور انقلابی شاعر ہیں وہ اس وقت لیبر پارٹی پاکستان سے وابستہ اور اس کی فیڈرل کمیٹی کے رکن ہیں۔ جبکہ شاعری کے رموز اور علمِ عروض انھوں نے معروف مارکسی دانشور، شاعر اور فلسفی ڈاکٹر خیال امروہوی سے سیکھے اور انکا پہلا شعری مجموعہ ''شعلۂ جاوید'' کے نام سے 2007 میں کراچی سے شائع ہوا تھا۔شان لیبر پارٹی سندھ کے ترجمان میگزین ''سماج واد'' کے ایڈیٹوریل بورڈ کے رکن ہیں جبکہ کراچی سے ٹریڈ یونین کے شائع ہونے والے اخبار ''یونین نیوز'' کے ایڈیٹر بھی ہیں۔سعودی عرب میں قیام کے دوران جدہ سے شائع ہونے والے اخبار روزنامہ ''اردو نیوز'' میں مسلسل لکھتے رہے اور یہاں آنے کے بعد بھی مختلف رسائل وجرائد میں لکھتے رہتے ہیں۔ ہاتھوں میں بیک وقت قلم واوزار رکھنے والے شان پر خالد علیگ کا یہ شعر صادق آتا ہے

ہم صبح پرستوں کی یہ ریت پرانی ہے   ہاتھوں میں قلم رکھنا یا ہاتھ قلم رکھنا

نثر کی طرح شان کی شاعری بھی سماج میں پھیلی ہوئی غربت اور ناانصافیوں سے لیکر طبقاتی مبارزہ، سرخ صبح کی امید اور مزدور راج کے قیام جیسے موضوعات پر محیط ہے۔ وہ اب تک متعدد تراجم کرچکے ہیں جن میں سندھ کے نوجوان بالشویک مفکر کامریڈ عاصم اخوند کی تحریروں پر مشتمل کتاب ''بالشویک نقطۂ نظر'' ''اسٹالین، ٹراٹسکی تنازع'' پیٹر کروپاٹکن کا شہرہ آفاق کتابچہ ''نوجوانوں کی سمت'' اور ایولین ریڈ کی ''عورت، جسمانی ساخت اور پسماندگی'' اور دیگر تحریریں شامل ہیں۔شان کے ساتھ میرا تعلق انقلابی نظریات اور طبقاتی جدوجہد کے ساتھ ساتھ ایک ایسے عجیب جذباتی رشتے پر مبنی ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ رشتہ احساس اور طبقے کا ہے۔

اس مرتبہ شان نے کامریڈ چے گویرا کی شہرۂ آفاق کتاب ''گوریلا جنگ'' کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔اس کاوش پر انھیں لال سلام پیش کرنا میں اپنا انقلابی فریضہ سمجھتا ہوں۔

شبیر آزاد   سچل گوٹھ، کراچی